

علمی®

(نیا ترمیم شدہ ایڈیشن)

انٹرمیڈیٹ اکنامکس پرچہ دوم کے لئے

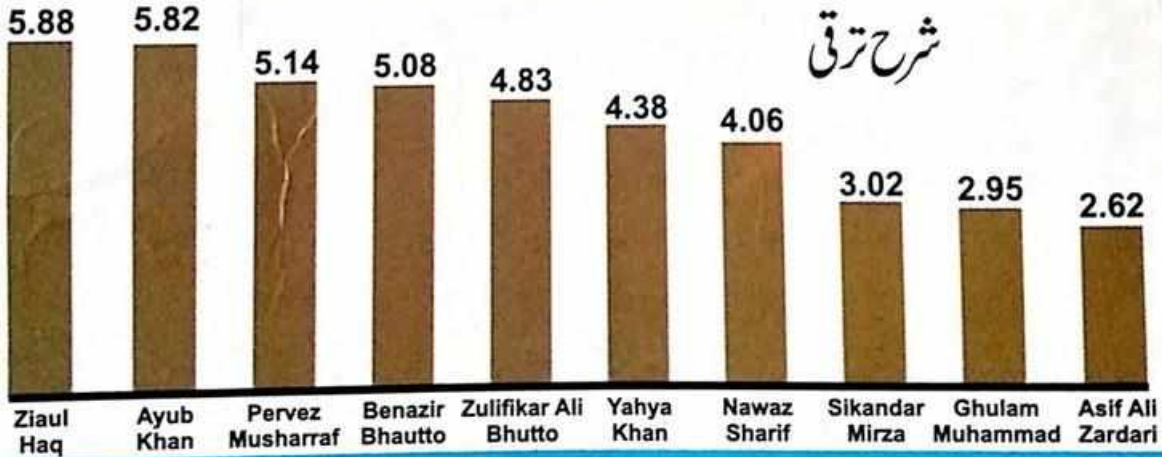
حصہ دوم

کتب معاشیات

انشائی (Subjective) و معروضی (Objective)

ترمیم و اضافہ پروفیسر محمد جمیل

پروفیسر محمد منظور علی شیخ



دُعا

رَبَّنَا فَاعْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَفَّنَا
مَعَ الْأَبْرَارِ ۖ أَنْتَ وَلِيِّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَ
أَنْتَ خَيْرُ الْغَفِيرِينَ ۝

اے ہمارے رب، جو قصور ہم سے ہوئے ہیں اُن سے درگزر فرما،
جو بُرائیاں ہم میں ہیں انھیں دُور کر دے اور ہمارا خاتمہ نیک
لوگوں کے ساتھ کر۔ ہمارے سر پرست تو آپ ہی ہیں، پس ہمیں
معاف فرما دیجیے اور ہم پر رحم فرمائیے۔ آپ سب سے بڑھ کر
معاف فرمانے والے ہیں۔

علمی معاشیات (حصہ دوم)

پروفیسر محمد منظور علی شیخ

ناشر: علمی کتاب خانہ

کیرسٹریت، اردو بازار لاہور (پاکستان)

www.ilmikitabhkhana.com

حقوق اشاعت 2019-20، علمی کتاب خانہ (پاکستان)

جملہ حقوق محفوظ ہیں۔ اس شائع کردہ مواد کا کوئی بھی حصہ کسی میکانی، فوٹو کاپی یا کسی دیگر طریقہ سے، ناشر کی تحریری اجازت کے بغیر، چھاپنا،
ریکارڈ کرنا یا ترسیل کرنا خلاف قانون ہے۔ اس نسل کے مرتکب فرما افراد کے خلاف ضابطہ دیوانی و فوجداری کے تحت قانونی کارروائی عمل میں
لائی جائے گی جو ہر جانا، جرمانہ و سزایا دونوں ہو سکتی ہیں لہذا احتیاط کریں۔

تشریحی ملاحظہ: علمی کتاب خانہ اور اس کا لوگو علمی کتاب خانہ پاکستان کے رجسٹرڈ ڈپٹی مارک ہیں یہ تحریری اجازت کے بغیر
استعمال نہیں ہو سکتے۔

عروضِ ناشر: چھاپائی سے قبل اس امر کا پورا خیال رکھا گیا کہ مواد ہر قسم کی غلطی سے مترا ہوتا ہم اس بات کا امکان ہو سکتا
ہے کہ کوئی غلطی نادانستہ طور پر رہ گئی ہو۔ ادارہ ہذا ناشر نو لف اور مصنف اس قسم کی غلطی کے ذمہ دار نہ ہوں گے۔ اگر شائع
شدہ مواد سے کسی فرد یا افراد کو کسی قسم کا نقصان پہنچے یا پہنچنے کا احتمال ہو تو بھی ناشر نو لف اور مصنف اس قسم کے نقصان وغیرہ
کے ذمہ دار نہ ہوں گے۔
مصنف/مؤلف کی پوری کوشش رہی کہ مواد ہر طرح کی غلطی سے پاک ہو تا ہم اس کے باوجود بھی ہتھامائے بشریت غلطی کا
انسان ہو سکتا ہے۔ اگر قاری کی نظر سے کوئی بھی غلطی گزرے تو براہ کرم ادارہ ہذا کو ضرور مطلع کریں تاکہ آئندہ اشاعت میں
اس کی تصحیح ہو سکے۔

دیگر معلومات کے لیے ان نمبرز پر رابطہ کریں۔ لاہور: 37248129-37353510 (042) اسلام آباد: 2656050 (051) یا

ای میل: contactus@ilmikitabhkhana.com

Printed & Bound in Pakistan

قیمت: 250/- روپے



پیش لفظ

یہ کتاب معاشیات کا نیا ایڈیشن ہے جو انٹرمیڈیٹ انجکشن بورڈوں کے نافذ کردہ نئے سلیبس کے مطابق، سیکنڈ ایئر کے لیے شائع کیا گیا ہے۔ اس میں تمام موضوعات، جدید افکار (Modern Thought) کی روشنی میں پیش کیے گئے ہیں۔ معاشی اصطلاحات (Terms) کی وضاحت کے لیے ماہرین معاشیات کی وضع کردہ تعریفات (Definitions) بیان کی گئی ہیں۔ ریاضیاتی معاشیات کے باب میں مشکل عنوانات اور تصورات (Concepts) کو بڑے آسان طریقوں سے سادہ مثالوں کے ساتھ واضح کیا گیا ہے۔ عام فہم گوشوارے (Tables) اور ڈائیگرام (Diagram) بنائے گئے ہیں۔ معاشی نظریات (Theories) کو سمجھانے کے لیے روزمرہ زندگی سے مثالیں دی گئی ہیں تاکہ مفہوم بہ آسانی ذہن نشین ہو جائے۔ کوشش کی گئی ہے کہ زبان سلیس و آسان ہو اور بیان دلچسپ و رواں۔ پرچہ امتحان کے نئے اسلوب (New Pattern) کے مطابق ہر باب کے آخر میں نمونے (Model) اور مشق (Exercise) کے طور پر انشائی اور معروضی طرز کے سوالات مع جوابات نیز کتاب کے آخر میں مختلف سیکنڈری انجکشن بورڈوں کے امتحان 2014ء کے پرچے شامل کیے گئے ہیں تاکہ طلباء ان کے انداز و معیار سے خوب واقف ہو جائیں اور اس کے مطابق تیاری کریں۔ امید ہے کہ یہ نئے باب کے لحاظ سے آسان و جامع کتاب ثابت ہوگی اور امتحانی نقطہ نگاہ سے مفید و نافع۔ انشاء اللہ!

اس کتاب کی تالیف کے سلسلہ میں جن ماہرین کی نگارشات سے استفادہ کیا گیا ہے میں اُن کا ممنون ہوں۔ اللہ تعالیٰ میں جزائے خیر دے اور ان اساتذہ کرام کا شکر گزار ہوں جنہوں نے اس کتاب کو پسند فرمایا اور کلمات تحسین و توصیف سے میری حوصلہ افزائی کی۔

غفور و رحیم رب کریم سے دعا ہے کہ وہ ہماری سب خطائیں معاف فرمائے اور دنیا و آخرت میں فوز و فلاح سے اڑے۔ آمین!

پروفیسر محمد منظور علی شیخ عفا اللہ عنہ
پروفیسر محمد جمیل

حرف تحسین

پروفیسر محمد فضاہ طاہر صاحب، گورنمنٹ کالج، گوجرانوالہ: آپ کی معاشیات کی کتب طلباء کے لیے بہت مفید ہیں ان کا طرز بیان عام فہم اور آسان ہے جس کے باعث طلباء کو سمجھنے میں بالکل دقت پیش نہیں آتی لہذا میں انہیں یہی کتب تجویز کرتا ہوں۔

پروفیسر محمد یوسف صاحب، گورنمنٹ کالج (یونیورسٹی) سرگودھا: ”کتاب معاشیات“ بہت اچھی کاوش ہے۔ ہر موضوع کو واضح اور جامع انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ کتاب طلباء بلکہ اساتذہ کے لیے بھی رہنما ثابت ہوگی ہے۔

پروفیسر شعیب عبدالغفار صاحب، گورنمنٹ کالج، جھنگ روڈ، فیصل آباد: زمانہ طالب علمی سے آپ کی کتب کے مطالعہ سے اسکا کس میرے لیے دلچسپ مضمون بن گیا ہے۔ دراصل یہ اچھا سلیبس زبان میں ادب کے حسین احزان کا ہے جس کے باعث معاشیات جیسا خشک مضمون بھی دلرب بن گیا ہے اور ادق سے ادق معاشی اصطلاح بھی سمجھنے میں آسانی ہو گئی ہے۔

پروفیسر خالد پرویز انجم صاحب، گورنمنٹ ایس۔ ای کالج، بہاولپور: میں نے اپنے طلباء کو آپ کی کتب تجویز کی ہیں کیونکہ یہ نہایت معیاری ہیں اور عام فہم زبان میں لکھی گئی ہیں، آپ نے آسان زبان اور دلچسپ مثالوں کے ذریعے معاشیات جیسے خشک مضمون کو دلچسپ بنا دیا ہے۔

پروفیسر محمد سعید اقبال صاحب، گورنمنٹ کالج آف سائنس لاہور: میں طالب علمی کے زمانہ میں آپ کی کتابیں بڑھتا رہا ہوں علاوہ ازیں اعلیٰ امتحانات کی تیاری کے لیے بھی نہیں ان کتاب سے رہنمائی حاصل کی ہے اور انہیں ہمیشہ ایک معیاری کوشش پایا ہے۔ چنانچہ اب اپنے طلباء کو مطالعہ کے لیے یہی کتب تجویز کرتا ہوں۔

پروفیسر قاضی وقار عالم صاحب، گورنمنٹ کالج، سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی: میں اپنے زمانہ طالب علمی کے دوران آپ کی کتابوں سے استفادہ کرتا رہا ہوں اور اب اپنے شاگردوں کو آپ کی معاشیات کی کتب کے مطالعہ کی ہدایت کرتا ہوں کیونکہ یہ کتابیں انتہائی آسان اور سادہ پیرائے میں لکھی گئی ہیں۔

پروفیسر شعیب ساجد حسن صاحب، گورنمنٹ اسلامیہ کالج، گوجرانوالہ: جس آسان اور مؤثر انداز میں آپ نے معاشیات جیسے مضمون کو اردو کے قالب میں ڈھالا ہے اس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے اور یہی وجہ ہے کہ آپ کی کتب ہمہ گیر مقبولیت کی حامل ہیں۔

پروفیسر نذیر احمد شکی صاحب، گورنمنٹ کالج، بھکر: کسی قوم میں کسی طالب علم کی کامیاب نشوونما اس وقت تک ممکن نہیں جب تک اس علم کا ذریعہ اظہار قومی زبان نہ ہو اور آپ نے علم معاشیات کے رموز کو جس کامیاب انداز سے قومی زبان میں منتقل کیا ہے اس کے لیے قوم آپ کی ممنون ہے۔

پروفیسر ضمیر خالد صاحب، گورنمنٹ کالج آف سائنس لاہور: میں زمانہ طالب علمی سے آپ کی ملا جلیوں کا معترف ہوں اور اب بحیثیت استاد آپ کی کتب سے رہنمائی حاصل کرتا ہوں اور اپنے شاگردوں کو بھی یہی کتب تجویز کرتا ہوں۔

پروفیسر انور علی صاحب، گورنمنٹ ڈگری کالج، علی پور: آپ نے بڑی محنت سے کتب تحریر کی ہیں۔ یہ بے انتہا معیاری اور جامع ہیں یہی وجہ ہے کہ معاشیات کا ہر استاد انہیں اپنے کالج میں متعارف کروانے میں خوشی محسوس کرتا ہے۔ میں نے اپنے طلباء کو مطالعہ کے لیے یہی کتب تجویز کی ہیں۔

پروفیسر محمد رفیع صاحب، گورنمنٹ کالج آف سائنس ملتان: آپ کی کتب معاشیات اپنی افادیت کے پیش نظر بازار میں دستیاب تمام کتابوں سے بہتر ہیں لہذا میں اپنے طلباء کو انہی کتب کے مطالعہ کا مشورہ دیتا ہوں۔

پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صاحب، گورنمنٹ کالج (سمن آباد) فیصل آباد: آپ کی کتابیں معاشیات کے طلبہ کی گنج رہنمائی کرتی ہیں کیونکہ جو مثالیں اور ڈائجرام پیش کیے گئے ہیں وہ نہایت سادہ اور آسان ہیں جن کے باعث طلبہ مسائل کو خوب سمجھ لیتے ہیں۔

پروفیسر عبدالسلام صاحب، گورنمنٹ کالج، ملتان: آپ کی کتاب بلاشبہ مفید عام فہم اور معیاری ہیں جس کے باعث ہم اپنے طلباء کو مطالعہ کے لیے یہی کتاب تجویز کرتے ہیں۔ کتابوں کے بارے میں آپ کی محنت و کاوش قابل ستائش ہے۔

پروفیسر چوہدری حفیظ الرحمن صاحب، گورنمنٹ کالج سرگودھا: میں آپ کی کتاب سے اپنے زمانہ طالب علمی سے ہی مانوس ہوں اور اب بطور استاد بھی یہ میرے زیر نظر ہیں۔ آپ کی تحریر کا یہ انداز کہ کسی بھی موضوع کا کوئی پہلو پیش نہیں ہوتا قابل ستائش ہے۔

پروفیسر امجد حسین ملک صاحب، گورنمنٹ کالج، امروہا: راولپنڈی: آپ کی کتاب معاشیات کی خوبیوں کے پیش نظر میں نے اپنے تمام طلباء کو آپ کی کتابیں پڑھنے کی ہدایت کی ہے اور وہ ان کا مطالعہ کر رہے ہیں۔

پروفیسر محمد طارق حسن صاحب، گورنمنٹ ڈگری کالج، بغداد اور ڈیہاؤ پور: میں گزشتہ کئی سال سے مختلف کالجوں میں اپنے قیام کے دوران اپنے طلباء کو آپ کی تحریر کردہ کتب تجویز کرتا رہا ہوں اور وہ ان سے خوب استفادہ کرتے رہے ہیں۔

پروفیسر چوہدری عبدالواحد صاحب، گورنمنٹ کالج، جہلم: میری رائے میں آپ کی کتاب نصاب زبان اور بیان کے اعتبار سے بہترین درسی کتاب ہیں اور آپ کی پُر خلوص کوششوں کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔

پروفیسر محمد ایوب صاحب، گورنمنٹ کالج، رحیم یار خاں: جن دنوں میں خود طالب علم تھا اس وقت میں نے آپ کی کتاب ہی سے استفادہ کیا تھا، کیونکہ اس کا معیار بہت بلند ہے اور آپ نے آسان زبان استعمال کر کے معاشیات جیسے اہم اور مشکل مضمون کو سہل بنادیا ہے۔

اس سے صرف طلباء بلکہ ہم اساتذہ بھی مستفید ہوتے ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و عافیت دے۔

پروفیسر محمد اشفاق خاں صاحب، گورنمنٹ کالج ڈیرہ غازی خاں: میں طالب علمی کے زمانہ میں بھی آپ کی کتابوں کو ترجیح دیتا تھا اور اساتذہ ہونے کی حیثیت سے بھی آپ کی کتابوں کو دوسری کتب پر فوقیت دیتا ہوں چنانچہ اپنے طلبہ کو یہی کتابیں تجویز کرتا ہوں۔

پروفیسر زاہد سردار صاحب، گورنمنٹ ڈگری کالج، بوجھال کلاں: آپ کی ”کتاب معاشیات“ طلباء کو مطالعہ کے لیے تجویز کر دی ہے۔ وہ اس پر مطمئن ہیں۔ مجھے بالخصوص معروضی نوعیت کے سوالات والا حصہ بہت پسند آیا ہے۔ اللہ پاک سے دعا ہے کہ وہ آپ جیسے قابل اساتذہ کو مزید نیتوں سے نوازے تاکہ نوجوان طلباء کی گنج رہنمائی ہوتی رہے۔

پروفیسر محمد ذوالفقار صاحب، گورنمنٹ گارڈن کالج، راولپنڈی: آپ نے معاشیات پر بڑی مفصل اور جامع نصابی کتب تصنیف کی ہیں۔ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ میں نے انٹراور ڈگری کے امتحانات میں ان کتب کے مطالعہ سے اول پوزیشن حاصل کی۔ آپ کی منفرد اور

نہایت عمدہ کتابوں کے مطالعہ سے طلباء کے اندر معاشیات کے بارے میں احساس خود اعتمادی پیدا ہو جاتا ہے۔

پروفیسر ارشد جاوید صاحب، گورنمنٹ انٹر کالج، گوجرانوالہ: ایک عرصہ سے آپ کی کتاب طلباء کو پڑھانی جا رہی ہیں اور آج صورت حال یہ ہے کہ معاشیات کا مضمون اور ”کتاب معاشیات“ لازم و ملزوم ہو گئے ہیں۔

پروفیسر فرحان حسین صاحب، گورنمنٹ مسلم کالج، فیصل آباد: آپ جس محنت اور لگن سے ”کتاب معاشیات“ کو از سر نو مرتب کرتے ہیں اس کی مثال نہیں ملتی۔ اس کا رنامہ پر آپ خراج تحسین کے مستحق ہیں۔ بلاشبہ آپ کی کتابیں طلباء کے لیے قیمتی سرمایہ ہیں اور ہمارے کالج

کے طلباء گزشتہ کئی سالوں سے ان کتابوں کا مطالعہ کر کے اچھے نمبروں میں کامیاب ہو رہے ہیں۔

پروفیسر محمد اکرام فنی صاحب، گورنمنٹ کالج، منٹکھ (ضلع بکھر): آپ نے ”کتاب معاشیات“ کا نیا ایڈیشن نہایت عمدہ انداز میں ترتیب دیا ہے۔ حقیقتاً اردو زبان میں اتنی آسان فہم کتاب لکھ کر بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ میرے طلباء اس کتاب سے خوب استفادہ کر

رہے ہیں۔

پروفیسر مسز زاہدہ فہیم صاحبہ، گورنمنٹ ماڈل کالج برائے خواتین، ماڈل ٹاؤن، لاہور: آپ کی کتب اتنی اچھی اور عمدہ ہیں کہ انہیں طالبات کو پڑھانا میرا فرض ہے اور دوسرے یہ اس قدر جامع ہیں کہ انہیں پڑھنے اور دوسروں کو مطالعہ کے لیے تجویز کرنے کو خود بخود دل چاہتا ہے۔

پروفیسر مسز رضیہ اقبال صاحب، گورنمنٹ اسلامیہ کالج برائے خواتین، طفیل شہید روڈ، لاہور کینٹ: میں ایک عرصہ سے آپ کی کتابیں طالبات کو پڑھا رہی ہوں، کیونکہ یہ جامع، معیاری اور عام فہم ہیں۔ کچھ عرصہ تک، ملک سے باہر رہنے کے باعث، میں ان سے استفادہ نہ کر سکی، تاہم اب جب کہ میں نے دوبارہ پڑھانا شروع کیا ہے تو آپ کی تحریر کردہ کتب ہی کو ترجیح دیتی ہوں۔

پروفیسر مسز منورہ وسم صاحبہ، گورنمنٹ کالج برائے خواتین، صادق آباد: میں نے آپ کی کتب معاشیات کا مطالعہ کیا اور انہیں ہر لحاظ سے معیاری اور مفید پایا۔ مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی ہے کہ آپ نے ان کا کس کے علاوہ اسلامی موضوعات پر بھی کتابیں لکھنا شروع کی ہیں۔

پروفیسر مسز وکس شاہین صاحبہ، گورنمنٹ کالج برائے خواتین، بہاولنگر: آپ کی کتب بہت معیاری ہیں، انداز تحریر کھلتے اور عام فہم ہے، مثالیں اور ڈائجرام آسان اور سادہ ہیں۔ میں نے طالب علمی کے زمانہ میں خود ان کا مطالعہ کیا تھا، اور اب اپنی طالبات کو یہ پڑھا رہی ہوں، ہم اساتذہ بلکہ تمام طلباء طالبات آپ کے لیے دعائے خیر کرتے ہیں، اللہ آپ کو جزا دے۔ آمین!

پروفیسر مسز شمشادہ طاہر صاحبہ، گورنمنٹ گرلز کالج، ڈسکہ: آپ کی کتابیں، معاشیات کے طلباء طالبات کے لیے بے انتہا جامع اور معیاری ہیں، یہی وجہ ہے کہ معاشیات کا ہر استاد انہیں اپنے کالج میں متعارف کروانے میں خوش محسوس کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے، اس دنیا میں بھی، اور آخرت میں بھی۔ آمین!

پروفیسر مسز زہمت خورشید صاحبہ، گورنمنٹ کالج برائے خواتین، ممتاز آباد، ملتان: آپ کی تصنیف کردہ تمام کتب معیاری اور مفید ہونے کے باعث ہمارے ادارے میں پڑھانی جاتی ہیں۔

پروفیسر مسز شمشادہ طاہر صاحبہ، گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، چنیوٹ: میں گزشتہ کئی سال سے اپنی طالبات کو آپ کی لکھی ہوئی کتب پڑھا رہی ہوں۔ ان کی بدولت ہماری طالبات امتحان میں بہت اچھے نمبر لے کر کامیاب ہوتی ہیں۔

پروفیسر مسز فوزیہ شاہین صاحبہ، گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج برائے خواتین، بارغ (آزاد کشمیر): آپ کی کتب معیاری، عام فہم اور امتحانی نقطہ نظر سے بہت مفید ہیں۔ اس لیے میں اپنی طالبات کو مطالعہ کے لیے ہمیشہ یہی کتب تجویز کرتی ہوں۔

پروفیسر مسز رضیہ گزار صاحبہ، گورنمنٹ کالج برائے خواتین، انک: آپ کی ”کتاب معاشیات“ طالبات میں بہت مقبول ہے، اور وہ حقیقی طور پر اس سے مستفید ہوتی ہیں، امید ہے کہ آپ آئندہ بھی اسی طرح طلباء طالبات کو اچھی اچھی کتابوں سے نوازتے رہیں گے۔

پروفیسر مسز غلام زکیہ صاحبہ، گورنمنٹ کالج برائے خواتین، تلہ گلگ: معاشیات پر آپ کی کتب بہت مفید ہیں، اس لیے ہم اپنی طالبات کو یہی کتب پڑھنے کی ہدایت کرتی ہیں۔

پروفیسر مسز بصرا اقبال صاحبہ، گورنمنٹ کالج برائے خواتین، مرغزار کالونی، گجرات: میں نے آپ کی کتابیں طالبات کو پڑھنے کے لیے تجویز کر دی ہیں۔ میں خود بھی اپنے زمانہ طالب علمی میں ان کتب سے استفادہ کرتی رہی ہوں۔

پروفیسر مسز سکینہ مصطفیٰ صاحبہ، گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، ہارون آباد: معاشیات جیسے پیچیدہ مضمون کو آپ کی کاوشوں نے انتہائی سادہ اور عام فہم بنادیا ہے۔ میں زمانہ طالب علمی میں بھی آپ کی گراں قدر تصانیف سے رہنمائی حاصل کرتی رہی ہوں، اور اب میں

نے اپنی طالبات کو آپ کی کتب ہی تجویز کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین
پروفیسر مسز جنرل گردیزی صاحبہ، گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، ملتان: میں اپنے زمانہ طالب علمی میں بھی آپ کی کتب
معاشیات سے استفادہ کرتی تھی، اور ان کی افادیت کے پیش نظر، اب اپنی طالبات کو بھی، انہی کتابوں سے مستفید ہونے کی مشورہ دیتی
ہوں۔

پروفیسر مس طلعت حنیف صاحبہ، گورنمنٹ کالج برائے خواتین، اوکاڑہ: میں نے طالب علمی کے زمانہ میں بھی آپ کی کتابوں سے
استفادہ کیا تھا۔ اب اپنی طالبات کو بھی کتب تجویز کرتی ہوں کہ یہ عام فہم، سلیس، جامع اور ضرورت کے مطابق ہوتی ہیں۔ اللہ کرے زور قلم
اور زیادہ۔

پروفیسر مسز اور شیرانی صاحبہ، گورنمنٹ کالج برائے خواتین، تونسہ شریف: آپ نے معاشیات جیسے خشک اور مشکل مضمون کو جس قدر
آسان اور نہایت دلچسپ انداز میں پیش کیا ہے اس سے انکار ممکن نہیں کیونکہ جو طالبان کتابوں سے استفادہ کر چکے ہیں، ان کے شاعرانہ
استقامتی نتائج اس بات پر خود شاہد ہیں۔

پروفیسر مس فرحانہ تبسم صاحبہ، گورنمنٹ کالج برائے خواتین، وہاڑی: ہم نے آپ کی ہی تحریر کردہ کتب سے معاشیات کا فیض حاصل کیا
ہے، اور اس مقام تک پہنچے ہیں، لہذا ہماری طالبات بھی زینہ بہ زینہ اپنی منزل تک، آپ ہی کی کتابوں کے ذریعے پہنچیں گی، یہ بلاشبہ آئندہ
نسل کے لیے روشنی اور رہبر ہیں۔

پروفیسر مسز رشادہ خالد صاحبہ، گورنمنٹ گرلز کالج، سیالکوٹ: میں زمانہ طالب علمی سے ہی آپ کی کتب سے استفادہ کرتی آئی ہوں۔ یہ
کتابیں تازہ ترین معلومات کی حامل ہوتی ہیں، اس لیے میں اپنی طالبات کو بھی کتب تجویز کرتی ہوں۔

پروفیسر مسز شہیدہ کلیم صاحبہ، گورنمنٹ عائنہ کالج برائے خواتین، ٹبر مارکیٹ، لاہور: آپ کی کتاب انتہائی معیاری اور طالبات کی ذہنی
صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کے لیے نہایت کارآمد ہے۔ نیز تازہ ترین اعداد و شمار اور عام فہم مثالوں سے مزین یہ کتاب بہت عمدہ ہے۔

پروفیسر مس فوزیہ محسن صاحبہ، گورنمنٹ گرلز کالج، ڈیال: آپ نے اپنی کتاب کا نیا ترسیم شدہ ایڈیشن بڑی خوبصورتی سے از سر نو مرتب
کیا ہے۔ طالبات یہ کتاب بہت پسند کرتی ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو مزید خوبصورت کتابیں تحریر کرنے کی ہمت و طاقت عطا
فرمائے۔ آمین

پروفیسر مسز ریاست بلوچ صاحبہ، گورنمنٹ کالج برائے خواتین، کوئٹہ: میں اپنی طالبات کو مطالعہ کے لیے ہمیشہ آپ کی ہی کتب تجویز
کرتی ہوں، کیونکہ آپ نے اس مضمون کو بہترین انداز بیان سے مکمل طور پر آسان بنا کر پیش کیا ہے، میری دعا ہے کہ آپ اسی طرح پاکستان
کے طلباء و طالبات کی رہنمائی کرتے رہیں۔

پروفیسر محمدی عکرم حسین صاحب، گورنمنٹ ڈگری کالج ڈیال (آزاد کشمیر): میں آپ کی کتب سے زمانہ طالب علمی میں خود مستفید
ہوتا رہا ہوں اور اب اپنے طلباء کو بھی کتب پڑھنے کا مشورہ دیتا ہوں کیونکہ آپ نے معاشی افکار و نظریات کو نہایت سلیس زبان میں خوب واضح
کیا ہے جس کے باعث وہ انہیں آسانی سے سمجھ لیتے ہیں۔

پروفیسر بدیعہ حمیدی صاحبہ، گورنمنٹ گرلز کالج، ہٹیاں بالا، آزاد کشمیر: میں پورے وقت سے کہتا ہوں کہ آپ کی کتب معاشیات
بہترین ہیں، بے شک آپ میں بہت خدا داد صلاحیتیں موجود ہیں، جن کی بدولت معاشیات جیسا مشکل مضمون سلیس اور آسان محسوس ہو رہا
ہے، آپ کی تحریر کردہ کتب ہر لحاظ سے جامع اور مدلل ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کی صلاحیتوں میں اضافہ فرمائے۔

پروفیسر محسن احسان صاحب، گورنمنٹ کالج، تراز مکمل: آپ کی کتب جامع اور معیاری ہونے کے ساتھ سہل زبان اور آسان مثالوں کے

ساتھ مستند پائی گئی ہیں۔ میرے خیال میں یہ کتب طلباء کے لیے پورے سلسلے پر حادی ہونے کے ساتھ ساتھ، امتحان میں کامیابی کے لیے
معاون ہیں۔

پروفیسر ولداد حسین شاد صاحب، گورنمنٹ انٹر کالج، عباس پور: آپ کی تصانیف طلباء و طالبات کے لیے نہایت معیاری اور مفید ہیں،
میں نے ذاتی طور پر تجربہ کیا ہے، لہذا میں اپنے طلباء کو بھی کتب تجویز کرتا ہوں۔

پروفیسر عبدالرحمن عباسی صاحب، گورنمنٹ کالج، ہال سری: الحمد للہ! آپ نے جس دلنشین انداز میں اور عام فہم الفاظ کے ذریعے
معاشیات جیسے خشک مضمون کو دلچسپ سے دلچسپ تر بنایا ہے اور میرے لیے یہ مضمون خشکی سے خشکی میں تبدیل ہو رہا ہے، وہ آپ ہی کا حصہ
ہے۔

پروفیسر محمد زبیر ساجد صاحب، گورنمنٹ کالج، مظفر آباد: یہ بات عام شاہدہ میں آئی ہے کہ اکثر علوم کو جب کسی دوسری زبان میں منتقل
کیا جائے تو علوم اپنے اصلی معانی اور افادیت کھودیتے ہیں، لیکن معاشیات کے مختلف تصورات اور ان کے مفہیم پر اثر انداز ہوئے بغیر،
آپ نے جس کامیابی اور حسن دخولی سے اس مضمون کو اردو زبان کا جامہ پہنایا ہے وہ ستائش کے لائق ہے۔

پروفیسر اشرف محمود خاں صاحب، گورنمنٹ ڈگری کالج، بریالو: پروفیسر شیخ منظور علی صاحب کی تعارف کے محتاج نہیں کیونکہ ان کی
تعریف کردہ کتب برائے ایف۔ اے اور بی۔ اے، ہم عرصہ دراز سے پڑھا رہے ہیں اور یہ اللہ کے فضل سے اساتذہ و طلباء میں بہت مقبول
ہیں۔

پروفیسر چوہدری محمد رزاق صاحب، گورنمنٹ ڈگری کالج ڈیال: میں زمانہ طالب علمی سے آپ کی معاشیات پر لکھی گئی بلند پایہ کتب
سے مستفید ہوتا رہا ہوں، اور اب عرصہ دراز سال سے طلباء کو پڑھانے کے لیے بھی ان ہی کتب سے رہنمائی حاصل کرتا ہوں۔

پروفیسر وحید اختر صاحب، گورنمنٹ کالج ہانہ (خیبر پٹی کے): میں زمانہ طالب علمی سے ہی آپ کی کتب کا مطالعہ کرتا چلا آیا ہوں۔
یہ جدید نظریات اور عام فہم ڈائجسٹوں سے مزین ہیں، معاشیات جیسے خشک اور مشکل مضمون کو آسان اور سہل زبان میں لکھ کر آپ نے جو
چاشنی پیدا کی ہے، اس میں یقیناً آپ کا شوق اور خلوص کارفرما ہے، میں اپنے طلباء کو بھی کتب تجویز کرتا ہوں۔

پروفیسر سردار محمد حمید طاہر صاحب، گورنمنٹ ڈگری کالج، جھیرہ، پونچھ: حقیقت یہ ہے کہ میں نے زمانہ طالب علمی میں آپ کی معاشیات
کی کتب سے بہت استفادہ کیا کیونکہ معاشیات جیسے خشک مضمون کو آپ نے جس سہل اور عام فہم انداز میں سمجھایا ہے بہت کم مصنفین ایسا کر
پائے ہیں۔ اس لیے میں نے ہمیشہ اپنے طلباء کو آپ کی کتب تجویز کی ہیں۔ اللہ آپ کو اجر عطا فرمائے۔ آمین

پروفیسر الطاف حسین اعوان صاحب، گورنمنٹ کالج گڑھی دو پند: آپ کی معاشیات کی کتب بہت معیاری ہیں۔ آپ ہر سال نئے
افکار اور اعداد و شمار ان کتب میں سونے کی جوسی کرتے ہیں وہ لائق ستائش ہے۔ میں اپنے طلباء کو بھی کتب تجویز کرتا ہوں۔

پروفیسر محمد اسلم صاحب، گورنمنٹ زمیندار کالج، جمشید پور، مگھرات: میں پروفیسر شیخ منظور علی صاحب کا بہت مداح ہوں۔ ان کی
معاشیات پر تعریف کردہ تصانیف کتب میں طویل عرصہ سے پڑھا رہا ہوں ہمیشہ اپنے طلباء کو مطالعہ کے لیے تجویز کرتا ہوں۔

پروفیسر گلبرگ خاں صاحب، فتح پور (سوات): آپ کی ”کتاب معاشیات“ بہت پسند آئی، کیونکہ اس میں نیا مواد شامل کیا گیا ہے اور
طباعت بھی بہت پرکشش ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ کا خدمت خلق کا جذبہ دروز افزوں ہو۔

پروفیسر محمد سرفراز خاں صاحب، گورنمنٹ کالج، ایٹ آباد: میں عرصہ دراز سے اپنے طلباء کو مطالعہ کے لیے آپ کی معاشیات کی کتب
تجویز کر رہا ہوں اور وہ اس سے خوب استفادہ کرتے ہیں۔

پروفیسر ملک ناصر داؤد صاحب، گورنمنٹ کالج حویلیاں کینٹ: ہم اپنے طلباء کو آپ کی کتب معاشیات پڑھنے کا مشورہ دیتے ہیں۔ آپ

کے خطوط اور تحریریں مذہب سے وابستگی کو ظاہر کرتی ہیں۔ اللہ کریم آپ کو جزائے خیر دے۔ آمین
پروفیسر محمد عامر اقبال صاحب، گورنمنٹ کالج خیر آباد (مردان): آپ کی معاشیات کی کتب بہت عمدہ کاوش کا نتیجہ ہیں جو ہمارے طلباء اور طالبات کے لیے بڑی مفید ثابت ہو رہی ہیں۔

پروفیسر فلک ناز صاحب، گورنمنٹ کالج بنوں: ہم نے آپ کی ”کتب معاشیات“ اپنے طلباء کو پڑھنے کے لیے تجویز کی ہے کیونکہ آپ کی تصنیف کردہ کتابوں میں معاشیات کا نفسی مضمون اور نظریات بڑے آسان اور دلچسپ انداز میں پیش کئے گئے ہیں۔ نیز آپ نے روزمرہ زندگی سے مثالیں دے کر معاشیات کو خوب قابل فہم بنایا ہے۔

پروفیسر محمد عظیم صاحب، گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج کٹی مروت: میں خود زمانہ طالب علمی میں آپ کی معاشیات کی کتابیں پڑھتا رہا ہوں اور اب اپنے شاگردوں کو بھی کتب تجویز کرتا ہوں کیونکہ یہ نہایت جامع، مدلل اور آسان الفاظ میں لکھی گئی ہیں اور طلباء انھیں بخوبی سمجھ لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو خوب ترقی دے۔ آمین!

پروفیسر غلام حسین بلوچ صاحب، گورنمنٹ ڈگری کالج سی (بلوچستان): آپ کی الیف۔ اے اور بی۔ اے کے لیے معاشیات کی تصانیف کتب ہمارے کالج کے طلباء کو بہت پسند ہیں کیونکہ یہ سلیس زبان اور عام فہم انداز میں لکھی ہوئی ہیں لہذا میں اپنے طلباء و طالبات کو ہمیشہ یہی کتب پڑھنے کے لیے تجویز کرتا ہوں۔

پروفیسر محمد اکبر سومر صاحب، گورنمنٹ کالج، اورنگ آباد (بلوچستان): ہم کافی عرصہ سے آپ کی معاشیات کی کتب اپنے طلباء و طالبات کو پڑھاتے آ رہے ہیں اور وہ ان سے خوب استفادہ کرتے ہیں۔ نیز ان کتب کے باعث ہمارے امتحانی نتائج بڑے حوصلہ افزا ہوتے ہیں۔

پروفیسر عطا اللہ مینگل صاحب، گورنمنٹ ڈگری کالج نوشہلی (چاٹلی): آپ آکٹاکس کے بہت اچھے استاد ہیں۔ میں اپنی چاروں کلاسوں کو آپ کی لکھی ہوئی کتب پڑھاتا ہوں اور وہ ان سے خوب مستفید ہوتے ہیں۔

پروفیسر زبیر احمد بزدار صاحب، گورنمنٹ کالج کوہلو (بلوچستان): ”کتب معاشیات“ بہت اچھی کاوش ہے۔ جس آسان اور مؤثر انداز میں آپ نے معاشیات جیسے مضمون کو اردو کے قالب میں ڈھالا ہے اس کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔ چنانچہ یہ کتب میں اپنے طلباء کو مطالعہ کے لیے تجویز کرتا ہوں۔

پروفیسر عبدالواحد کاکڑ صاحب، گورنمنٹ کالج قلعہ سیف اللہ، بلوچستان: آپ کی کتب معاشیات بہت اچھی ہیں۔ کالج کے تمام طلباء طالبات کو یہی کتب تجویز کی گئی ہیں۔

فہرست

باب	تفصیل	صفحہ نمبر
1-	کلیاتی معاشیات (Macro Economics) (جزء الف - Part A) قومی آمدنی (National Income) قومی آمدنی کا مفہوم، قومی آمدنی کے مختلف تصورات: خام قومی پیداوار (GNP)، خالص قومی پیداوار (NNP)، خام ملکی پیداوار (GDP)، قومی آمدنی، قومی آمدنی مانپے کے طریقے، پیداوار کا طریقہ، آمدنی کا طریقہ، اخراجات کا طریقہ، آمدنی کا دائری بہاء، حقیقی آمدنی، مقابلہ زری آمدنی، قومی آمدنی کی متوازن سطح، آمدنی اور صرف کا تقابلی رشتہ، اوسط میلان صرف (APC)، مختتم میلان صرف (MPC)، اوسط میلان بچت (APC)، مختتم میلان بچت (MPS)، قومی آمدنی کو متعین کرنے والے عوامل۔ ماڈل پرچہ سوالات	1
2-	زیر (Money) براہ راست تبادلہ (Bank)، براہ راست تبادلہ کی مشکلات، زرا کا ارتقاء، زر کے فرائض، زرجہ، اقسام کاغذی زیر (Paper Money) کے فائدے اور نقصانات، آلات زر (کریڈٹ کارڈ)، آنو میڈیٹل مشین (ATM)، سفری چیک (TC)، زر کی رسد اور طلب، زر کی قدر (Value)، نظریہ مقدار زر، نظریہ مقدار زر پر تنقید، زر کی رسد اور طلب کا نظریہ، ماڈل پرچہ سوالات	22
3-	بنک (Bank) بنک کی تعریف (Definition)، بینکوں کی اقسام، بینک کے فرائض، زر کس طرح تخلیق کیا جاتا ہے، اعتباری زر کے آلات (تفصیل باب 2 میں)، معاشی ترقی میں بینکوں کا حصہ، مرکزی بینک، مرکزی بینک کے اصول اور فرائض، زری پالیسی کے مقاصد اعتباری رکنٹرول کرنے کے طریقے، سود کا مفہوم، اسلامی (یعنی بلا سود) بینکاری کا طریقہ، پاکستان میں اسلامی بینکاری کے لئے عملی اقدامات، عالمی سطح پر اسلامی بینکاری، سعودی عرب میں اسلامی بینکاری، ملائیشیا میں اسلامی بینکاری۔ اسلامی بینکوں کے مالیات کا حجم۔ ماڈل پرچہ سوالات	46

63	سرکاری مالیات (Public Finance)	4
82	بین الاقوامی تجارت (International Trade)	5
109	معاشیات پاکستان (Pakistan Economics) (جزوب - Part B)	6
117	پاکستان کی قومی آمدنی	7

سرکاری مالیات اور نجی مالیات میں مشابہت اور فرق، سرکاری محصولات اور محصولاتی تمدن (Tax Culture)، حکومت کے ذرائع آمدنی، محصولاتی اور غیر محصولاتی آمدنی، ٹیکس عائد کرنے کے اصول، ٹیکسوں کی اقسام، بلا واسطہ ٹیکس، متبادل ٹیکس، پاکستان کے نظام محصولات کا جائزہ نظام محصولات کو بہتر بنانے کے لیے تجاویز مالیاتی پالیسی کے مقاصد، ماڈل پرچہ سوالات

ملکی (اندرونی) تجارت اور بین الاقوامی تجارت میں فرق، بین الاقوامی تجارت کے فائدے اور نقصانات، بین الاقوامی تجارت کا کلاسیکی نظریہ، نظریہ تقابلی مصارف، بین الاقوامی تجارت کا جدید نظریہ، توازن تجارت، ادائیگیوں کا توازن (Balance of Payment)، گلوبلائزیشن (Globalization) (عالمگیریت)، کثیر القومی کمپنیاں (MNCs)، عالمی تجارتی تنظیم (WTO)۔ ماڈل پرچہ سوالات۔

معاشیات پاکستان (Pakistan Economics) (جزوب - Part B)
معیشت پاکستان کا تعارف
معیشت پاکستان کے مختلف شعبے، زرعی شعبہ کی اہمیت، زرعی مسائل کا حل، معیشت پاکستان میں صنعت کی اہمیت، صنعتی ترقی کے لیے حکومت کے اقدامات، گھریلو صنعتیں، پاکستان کا بازار سرمایہ، اشاک، انجینئر، تعلیم کا شعبہ، صحت کا شعبہ۔ ماڈل پرچہ سوالات۔

پاکستان کی قومی آمدنی
قومی آمدنی کا حجم اور اس میں مختلف شعبوں کا حصہ، پاکستان میں قومی آمدنی مانپنے کا طریقہ، قومی آمدنی مانپنے میں مشکلات، پاکستان میں قومی آمدنی، قومی آمدنی، قومی آمدنی کم ہونے کے اسباب، پاکستان کا ٹیکس کلچر، پاکستان میں قومی آمدنی اور قومی آمدنی بڑھانے کے طریقے، غربت کھٹانے کے لئے حکومتی اقدامات۔ ماڈل پرچہ سوالات۔

130	معاشی ترقی اور منصوبہ بندی	8
162	مواصلات، ذرائع نقل و حمل اور انسانی ذرائع کی ترقی	9
191	پاکستان کا بینکاری نظام	10

معاشی ترقی کا مفہوم، معاشی ترقی کی پیمائش، ترقی پذیر معیشت کے مسائل، معاشی ترقی کے عوامل، معاشی منصوبہ بندی، پاکستان میں منصوبہ بندی کی ضرورت و اہمیت، پاکستان منصوبہ بندی کمیشن، پاکستان کا آٹھواں پانچ سالہ منصوبہ، اوسط المیاد ترقیاتی منصوبہ (MTDF)، پاکستان میں زرعی شعبہ کے مسائل، زرعی مسائل کا حل اور حکومتی اقدامات، پاکستان کے صنعتی شعبہ کے مسائل، صنعتی شعبہ کے مسائل کا حل، پاکستان کی گھریلو صنعتیں۔ ماڈل پرچہ سوالات۔

مواصلات، ذرائع نقل و حمل اور انسانی ذرائع کی ترقی
ذرائع مواصلات اور حمل و نقل کی اہمیت، پاکستان میں سڑکوں کا جال، ترقیاتی کام، پاکستان ریلوے اور اس کی اہمیت و افادیت، جہاز رانی، بحری بندرگاہیں، بری بندرگاہیں (خشک کوریاں) (Dry Ports)، ذرائع مواصلات، کمپیوٹر اور اطلاعی ٹیکنالوجی، پاکستان کی معاشی خوشحالی میں ذرائع مواصلات کا کردار، انسانی محنت کی اہمیت، محنت کی پیداواریت کے عوامل، محنت کی نقل پذیری، پاکستان میں آبادی کی تیز شرح افزائش کے مسائل اور آبادی کی تعلیم کی ضرورت، افراط آبادی کا حل، حکومت کے اقدامات، پاکستان میں جمعیت محنت کی مسائل، پاکستان میں بے روزگاری اور نیم روزگاری کا مسئلہ، بیروزگاری کی وجوہات اور علاج، روزگار بڑھانے کے لئے سرکاری اقدامات۔ ماڈل پرچہ سوالات۔

پاکستان کا بینکاری نظام
کمرشل بینک، میٹشل بینک، زرعی ترقیاتی بینک لمیٹڈ (ZTBL)، پاکستان، صنعتی ترقیاتی بینک، پاکستان کی معاشی ترقی میں بینکوں کا کردار، اسٹیٹ بینک آف پاکستان، اسٹیٹ بینک کے فرائض، معاشی ترقی میں اسٹیٹ بینک کا کردار، بازار زرعی بازار سرمایہ، کامرس (E-Commerce)، افراط زر، افراط زر کی تعریف (Definition)، افراط زر کی وجوہات، مہنگائی اور افراط زر کا علاج، افراط زر کنٹرول کرنے کے لئے حکومتی اقدامات۔ ماڈل پرچہ سوالات۔

باب 1

قومی آمدنی (National Income)

بنیادی مسئلہ:

”معاشیات“ کی تعریف بیان کرتے ہوئے یہ واضح کیا گیا ہے کہ انسان کی ضرورتیں بے شمار ہیں لیکن ان کو پورا کرنے کے لئے ذرائع محدود ہیں اس لئے وہ اس کی کوشش میں رہتا ہے کہ اپنے ذرائع کو بہتر طریقے سے استعمال میں کر کے ”اپنی آمدنی بڑھائے“ تاکہ اپنی حاجات کو پورا کر کے خوش حال اور پر آسائش زندگی بسر کر سکے چنانچہ ماہرین معاشیات کے سامنے وہ بڑے مقاصد اور مسائل ہیں۔

☆ پہلا یہ کہ اشیا کی پیداوار بڑھائی جائے اور

☆ دوسرا یہ کہ پیدا شدہ اشیا کو لوگوں میں منصفانہ طور پر تقسیم کیا جائے۔

پاکستان میں عام شہری کی آمدنی کم ہے اس کا معیار زندگی بہت ہے آسائشات تو کیا اسے ضروریات زندگی بھی پورے طور پر میسر نہیں ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پوری قوم کی آمدنی کم ہے۔ یعنی مجموعی طور پر ملک ہی غریب اور ترقی پذیر ہے۔ کیونکہ یہاں قدرتی وسائل مثلاً زرعی زمین، معدنیات، جنگلات اور آبی وسائل کم ہیں اور انسانی ذرائع مثلاً کام کرنے والے کارکن، انجینئر، سائنس دان، کمپیوٹر آپریٹر اور دیگر ماہرین کم ہیں۔ تعلیم یافتہ اور ہنرمند کارکنوں کی قلت ہے صنعت کم ترقی یافتہ ہے کارخانوں کی تعداد محدود ہے زراعت کی حالت اچھی نہیں اور روزگار کے مواقع بھی کم ہیں۔ لہذا جب تک یہ سارے حالات بہتر نہ بنائے جائیں روپیہ بچا کر سرمایہ کی رسد نہ بڑھائی جائے اس وقت تک قومی آمدنی نہیں بڑھ سکتی اور نہ عام آدمی کا معیار زندگی بہتر ہو سکتا ہے۔

چنانچہ ماہرین معاشیات اس بات پر غور کر رہے ہیں کہ کس طرح ایک قوم کی آمدنی بڑھائی جاسکتی ہے تاکہ وہاں سے غربت ختم ہو جائے، بیماری اور جہالت کو مٹا دیا جائے، لوگوں کو رہائش، خوراک، پوشاک، تعلیم کی مناسب سہولیات میسر آجائیں۔

قومی آمدنی سے کیا مراد ہے؟ یہ کس طرح بڑھائی جاسکتی ہے؟ اسے کیونکر بڑھا جاسکتا ہے؟ ان تمام امور پر مفصل روشنی اس باب میں ڈالی جائے گی۔

قومی آمدنی کا مفہوم:

قومی آمدنی سے مراد ان تمام چیزوں کی مالیت ہے جو کسی ملک میں ایک سال کی مدت میں پیدا ہوتی ہے۔ مثلاً زراعتی فصلیں (مکھنم، چاول اور مکئی وغیرہ)۔ ان کے علاوہ بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جو اس قسم کی چیزیں پیدا نہیں کرتے، بلکہ وہ کوئی نہ کوئی خدمت انجام دیتے ہیں اور اس کا معاوضہ لیتے ہیں۔ اس لئے ان لوگوں کی مہیا کردہ خدمت کو بھی قومی آمدنی میں شمار کیا جاتا ہے۔ اور سال بھر میں جتنی مالیت کا کام کرتے ہیں اسے ملک میں پیدا ہونے والی عام چیزوں کی مالیت میں جمع کر دیا جاتا ہے۔ چنانچہ:

”قومی آمدنی سے مراد ان تمام اشیا اور خدمات کی مالیت ہے جو کسی ملک میں ایک سال کے عرصہ میں پیدا ہوتی ہیں۔“

قومی آمدنی کی تعریف:

جدید ماہر معاشیات پروفیسر رینگ نے اپنی کتاب ”کلیاتی معاشیات“ میں قومی آمدنی کی تعریف اس طرح کی ہے:

”ہم ایک فرد کی آمدنی کی تعریف یوں کر سکتے ہیں کہ اس سے مراد اس کے وہ کموبات (یعنی کمائی ہوئی

224	حکومت پاکستان کے مالیات	11-
249	پاکستان کی بیرونی تجارت	12-
273	اسلام کا معاشی نظام	13-
295	ضمیمہ	
297	پرچہ جات	

پاکستان میں ٹیکسوں کی اقسام، حکومت پاکستان کے ذرائع آمدنی، اندرونی و بیرونی قرضے، پاکستان کے نظام محصولات کا جائزہ نظام محصولات بہتر بنانے کے لیے تجاویز، وفاقی حکومت پاکستان کے اخراجات کی مدین مالیاتی پالیسی کے (Fiscal Policy) اہم مقاصد۔ پاکستان میں صوبائی حکومتوں کے ذرائع آمدنی اور اخراجات کی مدین، زکوٰۃ کا نظام، زکوٰۃ کے مستحقین، زکوٰۃ عشر اور خیرات بطور ذریعہ حکومتی آمدن اور ذریعہ معاشرتی انصاف (عدل اجتماعی کا ذریعہ) پاکستان میں زکوٰۃ و عشر کا نظام۔ ماڈل پرچہ سوالات۔

بیرونی تجارت کی اہمیت، پاکستان کی اہم برآمدات، برآمدات برہانے کے طریقے، پاکستان کی اہم درآمدات، پاکستان کو تجارت خارجہ کے فائدے، پاکستان کی ادائیگیوں کا توازن، ادائیگیوں کے توازن میں خرابی کے اسباب، ادائیگیوں کے توازن کی اصلاح کے لئے حکومت کے اقدامات، علاقائی و بین الاقوامی تنظیمیں اور پاکستان کے حوالے سے ان کا کردار، معاشی تعاون کی تنظیم (ECO)، سارک (SAARC)، عالمی تجارتی تنظیم (WTO)، عالمی تجارتی تنظیم کے پاکستانی معیشت پر اثرات، مبادلات خارجہ، زر مبادلہ کی شرح کا تعین، معینہ شرح مبادلہ، چلکدار شرح مبادلہ۔ ماڈل پرچہ سوالات۔

اسلامی معاشی نظام کی خصوصیات اور خوبیاں، سود سے پاک معیشت، پاکستان میں بلا سود بنکاری، اسلامی معاشی نظام کی بنیادی اقدار، مساوات، عدل و انصاف (معاشرتی و اقتصادی)، احسان، فضول خرچی کی ممانعت، ارکان دولت کا خاتمہ، کفایت شعادی اور قناعت، نمود و نمائش پر اخراجات کے بڑے اثرات، ذخیرہ اندوزی کے بڑے اثرات، سرمایہ داری نظام (Capitalism)، اشتراکی نظام (Socialism)، اسلامی معاشی نظام اور سرمایہ داری کا موازنہ، اسلامی نظام معیشت اور اشتراکی کا موازنہ، اسلام کا معاشی نظام سب سے بہتر ہے۔ ماڈل پرچہ سوالات۔

حالیہ بجٹ برائے مالی سال 2018-19

دولت) ہیں جو اسے اپنی یا اپنی جائیداد کی پیداوار کی خدمات کے عوض حاصل ہوں (گولڈ) قومی آمدنی تمام افراد کی آمدنیوں کے مجموعے کا نام ہے۔

گویا پروفیسر ایس کے رائے میں قومی آمدنی کسی قوم کے چاروں عاملین پیداوار یعنی زمین، محنت، سرمایہ اور نظام کی خدمات کے معاوضہ کا نام ہے۔ چنانچہ کسی قوم کے افراد کی آمدنی کو جمع کر کے اس ملک کی قومی آمدنی بتائی جاسکتی ہے۔

- 1- لوگوں کو اپنی محنت کے عوض ملنے والی اجرتیں اور کمیشن وغیرہ۔
- 2- زمین سے حاصل ہونے والے کرائے، دکان اور کانوں سے حاصل ہونے والی رانٹلی کی رقم۔
- 3- سرمائے کے عوض حاصل ہونے والا سود۔
- 4- کاروبار کرنے والے باظموں اور کمپنیوں کے منافع جانت۔

معروف امریکی ماہر معاشیات پروفیسر سیمولسن (1970 میں نوٹل انعام ملا) قوم آمدنی کی تعریف یوں کرتے ہیں۔
"ایک قوم اپنی "زمین" (زمین قدرتی وسائل) محنت (یعنی کام کرنے والے مزدور اور کارکن) "سرمائے" (کے وسائل) اور ملکی استعداد کو بروئے کار لا کر مختلف قسم کی اشیاء مثلاً کمپیوٹر، ہتھیار، ذاتی خدمات اور مشینیں بناتی ہے۔ ان تمام اشیاء کی زر میں ملتی عدد کو قومی پیداوار کہا جاتا ہے یہ تمام صرفی اشیاء اور سرمایہ کاری اشیاء کی زر میں مالیت اور سرکاری خریداری کی رقم کے مجموعہ کا نام ہے۔"

قومی آمدنی کے مختلف تصورات:

قومی آمدنی کو مختلف تصوروں میں مختلف نام دیے جاتے ہیں۔ ذیل میں ہم ان کی وضاحت کرتے ہیں:

- 1- خام یا مجموعی قومی پیداوار
- 2- خالص قومی پیداوار
- 3- قومی آمدنی
- 4- مجموعی داخلی پیداوار یا خام ملکی پیداوار
- 5- فی کس آمدنی
- 6- ذاتی یا شخصی آمدنی
- 7- ذاتی آمدنی برائے معارف یا استعمال

قومی آمدنی کے مختلف تصورات:

قومی آمدنی کو مختلف تصوروں میں مختلف نام دیے جاتے ہیں۔ ذیل میں ہم ان کی وضاحت کرتے ہیں:

- 1- مجموعی داخلی پیداوار یا خام ملکی پیداوار
- 2- خام یا مجموعی قومی پیداوار
- 3- خالص قومی پیداوار
- 4- قومی آمدنی
- 5- ذاتی یا شخصی آمدنی
- 6- ذاتی آمدنی برائے معارف یا استعمال
- 7- فی کس آمدنی

1- خام (یا مجموعی) داخلی پیداوار: (Gross Domestic Product)

مجموعی داخلی پیداوار اسے مراد ہے کسی ملک کے اندر ایک سال کے دوران اپنی زمین محنت، سرمائے اور دیگر وسائل کی مدد سے آخری شکل میں پیدا کردہ اشیاء و خدمات کی زر میں مالیت۔
پروفیسر سیمولسن:

"مجموعی داخلی پیداوار مساوی ہے تمام صرفی اشیاء کی مالیت، سرمایہ کاری اشیاء کی مالیت، اشیاء و خدمات کی سرکاری

"خریداری کی مالیت اور دیگر ممالک کو برآمد ہونے والی صاف برآمدات کی مالیت کا مجموعہ۔"

"GDP equals the sum of the money values of all consumption and investment goods, government purchases, and net exports to other lands"

اگر داخلی پیداوار میں مقامی لوگوں کو بیرونی ممالک کے ساتھ تجارت خارجہ کی بنا پر حاصل ہونے والی صاف آمدنی شامل کر دی جائے تو یہ خام (مجموعی) قومی پیداوار بن جاتی ہے۔

خام قومی پیداوار = خام داخلی پیداوار + بیرونی ممالک سے صاف آمدنی

2- مجموعی قومی پیداوار (خام یا مرکب قومی پیداوار) (Gross National Product)

اس سے مراد ہے اشیاء و خدمات کی کل پیداوار، یا ان کی (روپے میں) مالیت جو ایک ملک ایک سال میں پیدا کرتا ہے۔
پروفیسر پال اے سیسولن:

"کسی ملک کے اپنے عاملین پیداوار کی ایک سال میں پیدا کردہ تمام اشیاء و خدمات کی مروجہ یا بازاری قیمتوں پر مالیت کو مجموعی قومی پیداوار کہا جاتا ہے۔"

مجموعی قومی پیداوار میں یہ تمام چیزیں شامل ہیں:

- i- زرعی پیداواریں مثلاً گندم، چاول، کپاس، دالیں، اور پھل وغیرہ۔
 - ii- صنعتی پیداوار مثلاً کپڑا، پتیلی، مسابک، ٹیلی فون، کھانا اور سینٹ، وغیرہ۔
 - iii- خدمات مثلاً وکیلوں، انجینئروں، پروفیسروں، ڈاکٹر، مختلف سرکاری اور غیر سرکاری ملازموں اور دوسرے کام کرنے والے لوگوں کی خدمات۔
- چونکہ مختلف قسم کی اشیاء کی پیداوار کے پیمانے مختلف ہوتے ہیں یعنی کپڑے کے لئے میٹر، پتیلوں کے لئے لیٹر، گندم کے لئے کلوگرام، گیس کے لئے مکعب میٹر اور شخصی خدمات کے لئے گھنٹے۔ اس لیے ان اشیاء و خدمات کو جمع نہیں کیا جاسکتا چنانچہ ان کی روپے میں کی شکل میں مالیت جمع کر لی ہے۔

گویا "خام قومی پیداوار" کی مساوات یوں بن سکتی ہے۔

خام قومی پیداوار = خام ملکی پیداوار - بیرون ملک سے تعلق رکھنے والے باشندوں کی آمدنی جو انہوں نے ہمارے ملک میں کمائے + ہمارے ملک کے باشندوں کی آمدنی جو انہوں نے بیرون ملک میں کمائی
پروفیسر سیسولن:

"GNP measure the value of output produced by domestically owned factors of production"

3- خالص قومی پیداوار: (Net National Product)

اشیاء پیدا کرنے کے لئے مختلف قسم کی مشینیں، عمارتیں، گاڑیاں اور آلات استعمال ہوتے ہیں۔ جو آہستہ آہستہ گھٹتے رہتے ہیں۔ اور ان کی مرمت تجدید پر کچھ رقم خرچ کرنا پڑتی ہے۔
فرسودگی الاؤنس:

ان کی مرمت کے لئے جو رقم مخصوص کی جاتی ہے۔ اسے "اخراجات فرسودگی" یا فرسودگی الاؤنس کہا جاتا ہے۔

گویا خام قومی پیداوار حاصل کرنے کے لئے قوم کو کچھ خرچ بھی کرنا پڑتا ہے اگر خام پیداوار سے فرسودگی کے اخراجات تفریق کر دیے

جائے تو خالص قومی پیداوار حاصل ہوگی۔

مسادات:

خالص قومی پیداوار = خام قومی پیداوار - فرسودگی اخراجات

مثلاً ایک پیداوار ایک مٹین خریدتا ہے جس کی لاگت 21000 روپے ہے اور اس کی متوقع زندگی 10 سال ہے جس کے بعد اس کی قیمت فروخت 1000 ہے۔ سالانہ فرسودگی الاؤنس مندرجہ ذیل فارمولہ کی مدد سے نکالا جاتا ہے۔

$$\text{فرسودگی الاؤنس} = \frac{\text{لاگت خرید} - \text{قیمت فروخت}}{\text{اٹاشی زندگی}}$$

$$\text{فرسودگی الاؤنس} = \frac{21000 - 1000}{10} = 2000 \text{ روپے سالانہ}$$

4- قومی آمدنی: (National Income)

قومی آمدنی سے مراد ہے ملک کے تمام افراد کی آمدنیوں کا مجموعہ۔ سب لوگ "عالمین پیدائش" کی حیثیت سے ہی آمدنی حاصل کرتے ہیں۔ لہذا ان کو چارگروہوں میں بانٹا جاسکتا ہے۔

اول: وہ لوگ جو زمین یا عمارات کے مالک ہونے کی حیثیت سے کرایہ یا لگان حاصل کرتے ہیں۔

دوم: وہ لوگ جو مزدور یا ملازم کی حیثیت سے اجرت حاصل کرتے ہیں۔

سوم: وہ لوگ جو سرمایہ کاری کر کے سود لیتے ہیں۔

چہارم: وہ لوگ جو (کاروبار یا صنعت کی) تنظیم کر کے نفع کماتے ہیں۔

پنڈا لگان، اجرت، سود اور منافع کے مجموعہ کا نام ہی قومی آمدنی ہے۔

قومی پیداوار = خالص قومی پیداوار - بالواسطہ ٹیکس + اعانت

خالص قومی پیداوار اور قومی آمدنی میں فرق:

(i) بالواسطہ ٹیکسوں کی منہائی: خالص قومی پیداوار سے مراد ہے ملک میں پیدا ہونے والی اشیاء و خدمات کی بازاری قیمت پر مالیت۔ اس مالیت میں بالواسطہ ٹیکس جو حکومت نافذ کرتی ہے۔ مثلاً سٹمپز اور سٹمپ ٹیکس وغیرہ شامل ہوتے ہیں۔

قومی آمدنی سے مراد ہے "عالمین پیدائش" کو ادا کردہ معاوضوں کا مجموعہ۔ لہذا خالص قومی پیداوار کی مدد سے قومی آمدنی معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ خالص قومی پیداوار میں سے بالواسطہ ٹیکس تفریق کر دیے جاتے ہیں۔

(ii) اعانت شامل کرنا: بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ حکومت ایسی خاص صنعت کی حوصلہ افزائی کے لئے اسے امداد یعنی "اعانت" دیتی ہے

ایسی صورت میں قومی پیداوار کی مالیت اعانت کی حد تک کم ہوتی ہے۔ لیکن عالمین پیدائش کی آمدنی اس حد تک زیادہ ہوتی ہوگی۔

5- ذاتی یا شخصی آمدنی: (Personal Income)

اس سے مراد وہ رقم ہے جو مختلف افراد ایک ایک سال بھر میں کماتے ہیں۔ گویا ملک کے تمام لوگوں کی اپنی اپنی شخصی آمدنیوں کا مجموعہ

قومی آمدنی کے مساوی ہوتا ہے۔ لیکن ملک کے تمام لوگوں کی شخصی آمدنی کے مجموعے اور (عالمین پیدائش کے معاوضے کے مجموعے کی صورت میں) قومی آمدنی کے دو باتوں کا فرق ہے۔

1- انتقالی ادائیگیاں: شخصی آمدنی میں انتقالی ادائیگیاں شامل ہوتی ہیں۔

"انتقالی ادائیگیوں سے مراد ایسی ادائیگیاں ہیں جنہیں وصول کرنے والا ان ادائیگیوں کے عوض کوئی خدمات سرانجام نہیں دیتا۔"

ایک آدمی کی شخصی آمدنی میں انتقالی ادائیگیاں شامل ہوتی ہیں یعنی ایسی آمدنی یا وصولیاں جو کسی کام یا محنت کا معاوضہ نہیں۔ مثلاً ذکوہ،

بھیک، تحفہ، مدد اور بخش اور سوشل سیکورٹی فوائد وغیرہ۔ یہ چیزیں جس آدمی کو ملتی ہیں ان کی شخصی آمدنی اتنی ہی بڑھ جاتی ہے لیکن قومی آمدنی میں کمی جاتی

ہوتی ہے۔ مثلاً اگر پاکستان کے تمام بھکاری یہ کہنے لگے کہ ہم بھیک مانگ مانگ کر سال بھر دن لاکھ روپے کماتے ہیں اس لئے ملک کی

قومی آمدنی میں دس لاکھ روپے کا اضافہ ہو گیا ہے تو یہ بات غلط ہوگی۔ کیونکہ یہ رقم ان کی آمدنی میں پہلے ہی شمار ہو چکی ہے جنہوں نے خیرات کے

طور پر بھکاریوں کو دی ہے۔

11- غیر منقسم منافع جات: شخصی آمدنی میں بعض رقم شامل نہیں ہوتیں۔ مثلاً جائیداد شاک کمپنی کا وہ منافع جو حصہ داروں میں تقسیم نہ کیا

گیا ہو، یا کاروباری انجمنوں کے منافع ٹیکس وغیرہ۔ (حالانکہ قومی آمدنی میں شمار کئے جاتے ہیں) شخصی آمدنی میں واجب الادا براہ

راست ٹیکس شامل ہوتے ہیں۔ مثلاً انکم ٹیکس وغیرہ، چنانچہ شخصی آمدنی کی تصحیح پیش کرنے کے لئے مندرجہ ذیل مساوات قائم کی گئی

شخصی آمدنی = قومی آمدنی - سماجی تحفظ کے تحت امداد مثلاً بے روزگاری الاؤنس - کمپنی کے منافع پر ٹیکس - کاروباری اداروں کے غیر منقسم

شدہ منافع جات + انتقالی ادائیگی

(سوشل سیکورٹی فنڈ سے مراد وہ رقم ہے جو ملازمین کی تنخواہ سے اجتماعی مفاد کے لئے کاٹ لی جاتی ہے۔ جیسے، بیہودی فنڈ وغیرہ)

6- قابل تصرف شخصی آمدنی: (Disposable Personal Income)

اس سے مراد کسی شخص کی وہ آمدنی ہے جو براہ راست ٹیکس مثلاً انکم ٹیکس ادا کرنے کے بعد اس کے پاس بچ رہتی ہے۔ اور جسے وہ جس

طرح چاہے اپنے تصرف یا استعمال میں لاسکتا ہے۔ اور مرضی کے مطابق خرچ کر سکتا ہے۔

مسادات:

قابل تصرف شخصی آمدنی = شخصی آمدنی - براہ راست ٹیکس

7- فی کس آمدنی کا تصور: (Per Capita Income)

فی کس آمدنی سے مراد وہ رقم ہے جو ایک سال میں اوسط آبادی کے ہر فرد یعنی مرد، عورت، بچے اور بوڑھے کے حصے میں آتی ہے اسے معلوم

کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ملک کی سالانہ قومی آمدنی کو ملک کی آبادی پر تقسیم کر کے دیکھا جائے کہ ایک فرد کے حصے میں اوسطاً کیا آتا ہے۔

$$\text{فی کس آمدنی} = \frac{\text{قومی آمدنی}}{\text{آبادی}}$$

"اس سے مراد اشیاء و خدمات کی پیداوار کی وہ مالیت ہے جو وہاں موجود ہر شخص کے حصے میں اوسطاً آئے اور اس میں تمام بچے اور کام

نہ کرنے والے لوگ بھی شامل سمجھے جائیں۔"

1- قومی آمدنی ماپنے کے طریقے

(Methods to Measure National Income)

یہ معلوم کرنے کے بعد کہ قومی آمدنی سے کیا مراد ہے؟ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کسی ملک کی قومی آمدنی کا کس طرح حساب لگایا جاتا ہے؟

یعنی وہ کس طرح سے مالی جاسکتی ہے؟ قوی آمدنی کو درج ذیل تین طریقوں سے ماپا جاسکتا ہے۔

پیداوار کی مالیت کا مجموعہ: (Product Method)

اس طریقے کے تحت، سال بھر میں جتنی بھی معدنی، زرعی، اور صنعتی اشیاء پیدا ہوں یا مختلف لوگ مثلاً ڈاکٹر، وکیل، انجینئر، پروفیسر، کلرک اور مزدور وغیرہ جو خدمات سرانجام دیں، ان سب کی (بازار میں رائج قیمتوں پر) زرعی مالیت معلوم کر لی جاتی ہے۔ اس کی وضاحت فرضی گوشوارہ نمبر 1 سے ہو جائے گی۔

اگلے نقشے میں چار خانے ہیں پہلے میں مختلف اشیاء درج ہیں جو ملک میں پیدا ہوتی ہیں۔ مثلاً گندم، چینی، کپڑا وغیرہ اور وہ خدمت گار جو یہاں کام کرتے ہیں۔ مثلاً ڈاکٹر، وکیل، مزدور وغیرہ دوسرے خانے میں مذکورہ اشیاء کی پیداوار لکھی گئی ہے۔ تیسرے میں ان کی قیمتیں درج کی گئی ہیں اور آخر میں کل مالیت، اسے معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ فرض کریں گندم کی سالانہ پیداوار تین سو کوگرام ہے اور قیمت 10 روپے فی کلو ہے۔ لہذا گندم کی کل مالیت تین ہزار روپے ہوئی اسی طرح تمام پیدا ہونے والی اشیاء کی کل مالیت درج کر لی جاتی ہے پھر خدمت گاروں کی خدمات کی مالیت بھی اسی میں شامل کی جاتی ہے۔ مثلاً ملک میں کل 5 عدد ڈاکٹر ہیں اور ایک ڈاکٹر کی سالانہ تنخواہ تین لاکھ روپے ہے لہذا تمام ڈاکٹروں کی خدمات کی کل مالیت پندرہ لاکھ روپے ہوگی۔ اب آخری خانے کے اعداد و شمار کو جمع کیا جائے تو پتا چلتا ہے کہ ملک میں پیدا ہونے والی تمام اشیاء و خدمات کی پیداوار کی مالیت تو 5 لاکھ روپے ہے گویا یہ اس ملک کی قوی آمدنی ہے۔

(گوشوارہ نمبر 1) قوی آمدنی کی پیمائش

اشیاء و خدمات	کل پیداوار کی تعداد	مروجہ قیمت / تنخواہ	کل مالیت (روپے)
گندم	150 کلوگرام	20 روپے فی کلو	3000
چینی	100 کلوگرام	40 روپے فی کلو	4000
سینٹ	300 کلوگرام	5 روپے فی کلو	1500
کپڑا	50 میٹر	30 روپے فی میٹر	1500
بائیکل	30 عدد	3 ہزار روپے فی سائیکل	90000
ڈاکٹر	5 عدد	6 لاکھ روپے سالانہ تنخواہ	3000000
پروفیسر	10 عدد	4 لاکھ روپے سالانہ تنخواہ	4000000
مزدور	20 عدد	1 لاکھ روپے سالانہ تنخواہ	2000000
قوی آمدنی			9000000

پیمائش کی وقت لازمی احتیاطیں:

قوی آمدنی ماپے کا پہلا طریقہ اختیار کرتے وقت مندرجہ ذیل احتیاطیں لازمی ہیں۔

۱۔ دوبارہ شمار ہوجانے سے احتیاط: قوی آمدنی ماپے وقت ہمیں ایک ہی شے کو دو مرتبہ شمار نہیں کرنا چاہیے کیونکہ بعض اوقات ایسی غلطی ہو جاتی ہے کہ ایک چیز جو مختلف شکلیں اختیار کرتی ہے کئی بار گن لی جائے مثلاً ہو سکتا ہے کہ پہلے تو سال بھر میں پیدا شدہ گندم شمار کی جائے، پھر اس کا آٹا، پھر انہیں سے تیار ہوئی روٹیاں گن لی جائیں۔ تو قوی آمدنی کا اندازہ بالکل غلط ہو جائے گا۔ کیونکہ اس طرح ایک ہی شے یعنی گندم کئی مرتبہ گنی جائے۔ لہذا اس غلطی سے پورے طور پر بچنا چاہیے۔

اس غلطی سے بچنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ قوی آمدنی کا اندازہ کرتے وقت وہ چیزیں شمار کی جائیں جو اپنی آخری شکل اختیار کر چکی ہوں۔ غلطی سے بچنے کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اس قیمت میں مختلف مرحلوں پر اس میں جتنی قدر مالیت کا اضافہ کیا جائے وہ شمار کر لیا جائے یہ بات مندرجہ ذیل مثال اور نقشہ نمبر 2 سے واضح ہو جائے گی۔

نقشہ نمبر 2

پیداوار کا مرحلہ	مختلف مرحلوں پر قیمتیں (پیسے)	درمیانی چیز کی لاگت (پیسے)	ماہر مالیت (اجرت اور مصالح) (پیسے)
گندم (150 گرام)	150	حق 0	= 150
چنے کے بعد آٹا	160	حق 150	= 10
چنے کے بعد روٹی	175	حق 160	= 15
ٹان بان کی قیمت فروخت	200	حق 175	= 25
میزان	685	حق 485	= 200

ii۔ بلا معاوضہ خدمات: قوی آمدنی ماپے وقت دوسری احتیاط یہ لازم ہے کہ جو کام محض مشغلہ کے طور پر کئے جائیں، جیسے گھر کے باغچے میں سبزیاں اگالینا، کپڑے اسڑی کر لینا، جو تبا پالش کرنا یا اپنے بچوں کو ہوم ورک کروادینا اس کام کی مالیت کو آمدنی میں شمار نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہ کام درحقیقت معاوضہ حاصل کرنے کی غرض سے نہیں کئے جاتے۔

iii۔ ذاتی استعمال میں آنے والی اشیاء و خدمات: تیسری احتیاط یہ لازم ہے کہ خام قوی پیداوار کا حساب لگاتے وقت ملک کے اندر پیدا ہونے والی اشیاء و خدمات کو شمار کرنا چاہیے مگر ہوتا ہے کہ اشیاء و خدمات کی پیداوار کا کچھ حصہ شمار ہونے سے رو جاتا ہے۔ کیونکہ اسے فروخت میں (یعنی فروخت کے لئے منڈی) نہیں لایا جاتا ہے۔ یا بعض چیزوں کو انہیں پیدا کرنے والے، خود ہی استعمال کر لیتے ہیں۔ مثال کے طور پر اکثر لوگ ذاتی مکانوں میں رہائش رکھتے ہیں۔ حالانکہ اگر وہ مکانات کو دوسرے بندے کو کرائے پر دیں تو وہاں سے کرایہ کی شکل میں آمدنی حاصل ہو سکتی ہے۔ مگر خام قوی پیداوار کا حساب لگاتے وقت ان مکانوں سے امکانی طور پر حاصل ہونے والے کرائے شامل نہیں کئے جاتے۔ اسی طرح رضا کارانہ طور پر مہیا کی جانے والی خدمات یا گھریلو خواتین خدمات کی اور اپنا کام خود کر لینے والی کوششوں کی مالیت بھی شامل نہیں کی جاتی کیونکہ ان کی قدر و مالیت معلوم کرنا دشوار ہوتا ہے۔

iv۔ مخفی یا زیر زمین معیشت کی پیداوار: بعض لوگ اپنی زمین یا کارخانے یا کاروبار سے حاصل ہونے والی ساری کی ساری پیداوار یا آمدنی کو ظاہر نہیں کرتے بلکہ اس کا کچھ حصہ مخفی رکھتے ہیں تاکہ ان پر تھوڑا ٹیکس لگے، لہذا پیداوار کی مالیت یا خدمات کا وہ حصہ خام قوی پیداوار میں شمار ہونے سے رو جاتا ہے جو ٹیکس بچانے کی نیت سے چھپایا جاتا ہے۔ ان میں دیگر غیر قانونی سرگرمیاں بھی شامل ہوتی ہیں۔ مثلاً سگنگ، ذخیرہ اندوزی اور بلیک مارکیٹنگ وغیرہ سے حاصل ہونے والی آمدنی۔ ایسی سرگرمیوں کا تعلق "زیر زمین" معیشت سے تعلق رکھنے والی اشیاء و خدمات کی پیداوار کی مالیت، سرکاری طور پر باقاعدہ شمار ہونے والی خام قوی پیداوار کے تقریباً نصف کی مقدار کے برابر ہوتی ہے۔

v۔ موجودہ عرصہ میں پیدا ہونے والی اشیاء و خدمات: یہ احتیاط بھی لازم ہے کہ خام قوی پیداوار کا حساب لگاتے وقت صرف وہ اشیاء و خدمات شامل کرنی چاہیے جو موجودہ عرصہ میں پیدا کی گئی ہوں اور پہلے سے موجودہ اشیاء کی خرید و فروخت کی مالیت اس میں شمار نہیں کی جائے

کی۔ مثلاً اگر کوئی پہلے سے تعمیر شدہ پرانے مکان کو فروخت کرے تو اس کی مالیت خام قومی پیداوار میں شامل نہیں کرنی چاہیے۔ البتہ اس کی خرید و فروخت سے متعلق پراپرٹی ڈیٹر کا کمیشن ضرور شامل ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اس نے مکان کے فروخت کار اور خریدار کو باہم ملا کر ایک نئی خدمت انجام دی ہے۔ تاہم اگر کوئی نیا مکان تعمیر کیا جائے تو اس کی مالیت خام قومی پیداوار کا حصہ بنے گی۔

iv۔ بیرون ملک پیدا ہونے والی قومی پیداوار: خام قومی پیداوار درحقیقت کسی ملک کے اپنے عاملین پیداوار کی محنت سے پیدا کردہ اشیاء و خدمات کی مالیت ہے۔ لہذا یہ بات قابل توجہ ہے کہ اگر ایک ملک کا باشندہ کسی دوسرے ملک کام کر رہا ہو تو اس کی آمدنی بھی خام قومی پیداوار کا حصہ شمار ہوگی۔ مثلاً پاکستان کے بہت سے کارکن دوسرے ممالک میں جا کر کمائی کرتے اور واپس ملک میں بھیجتے ہیں۔ اس لئے وہ کمائی بھی پاکستان کی خام قومی پیداوار کا حصہ شمار ہونی چاہیے۔ اسی طرح اگر جاپان کے صنعت کاروں نے پاکستان میں کوئی کارخانہ لگا یا ہو تو وہ یہاں سے اپنا نفع واپس لے کر اپنے وطن بھیجیں گے۔ جو جاپان کی قومی پیداوار ہوگی۔ اور وہ منافع پاکستان کی خام قومی پیداوار کا حصہ نہیں ہوگا۔

2۔ عاملین کے معاوضوں کا مجموعہ: (National Income at Factor Prices)

قومی آمدنی کو ماپنے کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ تمام عاملین پیداوار کو ملنے والے معاوضے جمع کر لئے جائیں یعنی زمین کے مالکوں کو جو ”گان“ سرمائے کے مالکوں کو ”سود“ مزدوروں کو ”اجرتیں“ اور تاجروں کو جو منافع حاصل ہوتا ہے وہ جمع کر لیا جائے تو قومی آمدنی آئے گی۔ یہ طریقہ بھی پہلے طریقے پر ہی مبنی ہے۔ وہ اس طرح کہ جب اشیاء پیدا ہوتی ہیں۔ تو اس کے دو پہلو ہوتے ہیں: ایک یہ کہ چیزوں کی خاص مقدار پیدا کرتے ہیں۔ اور خریدنے والے اس کی قیمت ادا کرتے ہیں۔ دوسرا پہلو یہ ہے کہ جو لوگ اشیاء پیدا کرتے ہیں۔ انہیں ان کے بدلے معاوضہ ملتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک کارخانے میں ایک ہزار گز کپڑا تیار ہوتا ہے۔ ایک طرف تو لوگ اسے خرید کر اس کی قیمت ادا کریں گے۔ اور دوسری طرف یہی ادا کردہ قیمت ان تمام لوگوں یعنی عاملین پیداوار میں بطور معاوضہ بانٹ دی جائے گی۔ جنہوں نے مل کر یہ کپڑا تیار کیا ہے۔ گویا انہیں آمدنی حاصل ہوگی۔ تو اس طرح ایک طرف پیدا شدہ اشیاء کی قیمت اور دوسری طرف اشیاء کو پیدا کرنے والوں کی آمدنیاں دونوں برابر ہوں گی۔ اس لیے قومی آمدنی معلوم کرنے کے لئے خواہ ہم تمام اشیاء کی مالیت معلوم کر لیں یا ان کی پیدا کرنے والوں کی آمدنیاں جمع کریں۔ نتیجہ سہر حال یکساں رہے گا۔ چنانچہ ان دونوں طریقوں سے قومی آمدنی کی پیمائش ہو سکتی ہے۔

3۔ اخراجات کا مجموعہ: (Expenditure Method)

قومی آمدنی ماپنے کا تیسرا طریقہ یہ ہے کہ ملک میں مختلف اشیاء و خدمات پر ہونے والا تمام خرچ جمع کر لیا جائے کیونکہ جتنی چیزیں پیدا ہوتی ہیں وہ خریدی بھی جاتی ہیں۔ خرچ دو طرح کا ہوتا ہے۔ اول اشیاء کے صارفین پر خرچ جسے صر فی خرچ کیا جاتا ہے۔ اور دوم اشیاء سرمائے پر خرچ جسے سرمایہ کاری خرچ کہا جاتا ہے۔ چنانچہ اخراجات کے مجموعے کے طریقے سے قومی آمدنی ماپنے کے لئے مندرجہ ذیل خرچ کی ہوئی رقم جمع کرنی چاہیں۔

- عام لوگوں کا صر فی خرچ: یعنی تمام رقم جو ملک کے عوام اپنی ضرورت کی اشیاء و خدمات پر خرچ کرتے ہیں۔
- حکومت کا عام خرچ: یعنی وہ رقم جو حکومت ریاستی سطح پر اپنی ضرورت کی اشیاء خریدنے پر اور دیگر سرکاری محکموں اور اداروں پر خرچ کرتی ہے۔ مثلاً دفاع، ہسپتال، تعلیمی ادارے، سڑکیں، عدالتیں، پولیس، ذرائع ابلاغ وغیرہ۔
- خام داخلی نجی سرمایہ کاری: یعنی وہ رقم جو عام لوگ ملک کے اندر کارخانے قائم کرنے کے لئے نئے پروجیکٹوں اور ترقیاتی سکیموں کو مکمل کرنے میں لگاتے ہیں یا پرانی مشینوں کی جگہ نئی طرز کی مشینیں خریدنے پر خرچ کرتے ہیں۔ انہیں مصارف بدل کاری بھی کہا جاتا ہے۔
- خام داخلی سرکاری سرمایہ کاری: یعنی وہ رقم جو حکومت ملک کے اندر سرمایہ کاری کی غرض سے خرچ کرتی ہے مثلاً ترقیاتی منصوبوں

پروجیکٹوں اور تعمیراتی کاموں پر ہونے والے اخراجات:

v۔ خالص غیر ملکی سرمایہ کاری: ایک ملک کے لوگ دوسرے ملک میں جا کر سرمایہ کاری کرتے ہیں۔ اور باہر کے ملکوں کے لوگ اس میں آ کر سرمایہ کاری کرتے ہیں۔ اگر یہاں کے لوگوں نے بیرونی ممالک میں زیادہ سرمایہ کاری کر رکھی ہو جب کے ہمارے ملک کے لوگوں نے اس ملک میں کم سرمایہ کاری کی ہو تو دونوں کا فرق یعنی صافی سرمایہ کاری مثبت ہوگی۔ اس کے برعکس حالات میں سرمایہ کاری منفی ہوگی، لہذا اس صافی بیرونی سرمایہ کاری کو بھی پیداوار میں شامل کر لیتا چاہیے۔

vi۔ برآمدات و درآمدات میں فرق: اگر کسی ملک کی برآمدات اس کی درآمدات کے برابر ہو تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے۔ کہ جتنی رقم باہر کے لوگوں نے یہاں خرچ کی ہے اتنی ہی یہاں کے لوگوں نے باہر خرچ کر دی البتہ اگر برآمدات زیادہ ہوں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ باہر کے لوگوں نے یہاں نسبتاً زیادہ رقم خرچ کر دی ہے۔ لہذا اس درمیانی فرق کے برابر رقم کو بھی قومی آمدنی میں جمع کر لیتا چاہیے۔

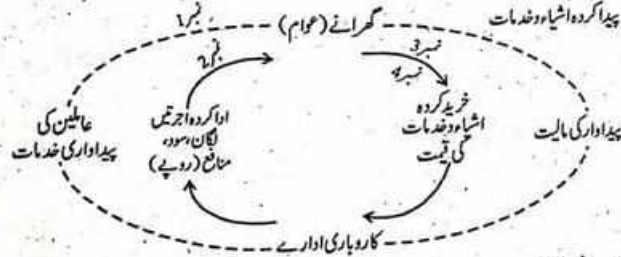
مجموعی خام قومی پیداوار = نجی صر فی خرچ + سرکاری صر فی خرچ + نجی سرمایہ کاری + سرکاری سرمایہ کاری + خالص غیر ملکی سرمایہ

کاری + درآمدات اور برآمدات کا فرق

2۔ قومی آمدنی کا دائری بہاؤ

(Circular Flow of National Income)

ہر معیشت کے دو شعبے ہوتے ہیں۔ ایک گھرانے اور دوسرا کاروباری ادارے۔ چنانچہ دو شعبہ جاتی معیشت میں قومی آمدنی ایک دائری بہاؤ کے ذریعے ظاہر کی جاسکتی ہے۔ قومی آمدنی ماپنے کے مذکورہ بالا دونوں طریقوں کے باہم تعلق کو ڈاکیومنٹ نمبر 1 سے ظاہر کیا جاسکتا ہے۔



اس ڈایا گرام میں دو فرق ہیں۔

پہلا فرق گھرانے:

یعنی عام لوگ جو مختلف عاملین پیداوار کی حیثیت سے کام کرتے ہیں اور اس کے عوض صلہ پاتے ہیں۔ مثلاً عوام میں بعض لوگ ڈاکٹر ہیں بعض انجینئیر، ناظم، کارکن، مزدور، ہٹکر، تاجر، ڈرائیور وغیرہ یہ سب لوگ عاملین پیداوار کی شکل میں کاروباری اداروں میں جا کر کام کرتے ہیں۔ جیسا کہ بیرونی دائرے کے بائیں طرف کا تیر نمبر 1 ظاہر کرتا ہے۔ اس کام کے عوض یہ عاملین پیداوار اپنا اپنا معاوضہ وصول کرتے ہیں۔ مثلاً عمارت کے مالک کرایے لیتے ہیں اور کاروبار کرنے والے نفع حاصل کرتے ہیں۔ جیسا کہ اندرونی دائرے کے بائیں طرف کا تیر نمبر 2 ظاہر کرتا ہے۔

دوسرا فرق کاروباری ادارے:

دوسرا فرق کاروباری ادارے پر مشتمل ہے یعنی ایسے ادارے جو اشیاء پیدا کر کے گھرانوں کو پہنچاتے ہیں۔ جیسا کہ بیرونی دائرے کے تیر نمبر 3 ظاہر کرتا ہے۔ اور ان اشیاء کے عوض وہ گھرانوں سے ان کی قیمت وصول کر لیتے ہیں۔ جیسا کہ دائرے کے اندرونی حصے میں تیر نمبر 4 ظاہر کرتا ہے۔

اب ہوتا ہے کہ عام لوگ عاملین پیداوار کی شکل میں کام کرتے ہیں۔ اور معاوضہ وصول کرتے ہیں جب کہ کاروباری ادارے اشیاء تیار کر کے ان کی قیمتیں لیتے ہیں۔ گویا عوام جتنا معاوضہ وصول کرتے ہیں۔ وہ سب قیمتوں کی شکل میں کاروباری اداروں کو دے دیتے ہیں۔ اور یہ دوبارہ یہی قیمتیں کاروباری ادارے عوام کو پھر ان کی خدمت کے بدلے معاوضوں کی صورت میں دے دیتے ہیں۔

3- حقیقی آمدنی بمقابلہ زری آمدنی

(Real Income Versus Monetary Income)

قومی آمدنی کا مفہوم پوری طرح سمجھنے کیلئے ضروری ہے کہ حقیقی آمدنی اور زری آمدنی میں فرق واضح کر دیا جائے۔ قومی آمدنی درحقیقت ان اشیاء و خدمات کا نام ہے جو کسی ملک میں ایک سال کے دوران پیدا ہوتی ہے۔ لیکن چونکہ مختلف اشیاء و خدمات کو ماننے کے پیمانے مختلف ہوتے ہیں۔ یعنی گندم کے لیے میٹرک ٹن، کپڑے کے لیے میٹر اور مزدور کے لیے گھنٹے۔ اس لئے ان کو آپس میں جمع نہیں کیا جاسکتا۔ چنانچہ اس مشکل کو آسان کرنے کے لیے تمام اشیاء و خدمات پر مشتمل حقیقی پیداوار کو روپے میں ماپ کر زری آمدنی کی شکل دے دی جاتی ہے۔ زری آمدنی کو ظاہری آمدنی بھی کہا جاتا ہے۔

لیکن حقیقی پیداوار کو زری کی شکل دینے میں ایک خرابی یہ ہے کہ روپے کی قدر اکثر بدلتی رہتی ہے۔ کبھی زیادہ کبھی کم، مثلاً اگر افراط زر کے باعث روپے کی مقدار بڑھ جائے تو اس کی قدر کم ہو جاتی ہے۔ قیمتیں چڑھ جاتی ہیں اور ساتھ ہی چیزوں کی قیمتیں بھی بڑھ جاتی ہیں۔ حالانکہ چیزوں کی مقدار زیادہ نہیں ہوتی۔ اس طرح اگر قدر بڑھ کر روپے کی مقدار کم ہو جائے تو اس کی قدر بڑھ جائے گی اور قیمتیں گر جاتی ہیں۔ اور چیزوں کی مالیت بھی کم ہو جاتی ہے۔ حالانکہ چیزوں کی مقدار کم نہیں ہوتی۔

مثال کے طور پر اگر کسی سال ملک کی پیداوار کی مالیت چالیس ارب روپے ہو تو قومی پیداوار چالیس ارب کہلائے گی۔ اور دوسرے سال اگر کرنسی کی مقدار زیادہ ہو تو اشیاء کی قیمتیں چڑھ جائیں اور ان پر مبنی ہوئی قیمتوں کی وجہ سے اتنی ہی اشیاء و خدمات کی مالیت اتنی ارب روپے ہو جائے گی تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوگا کہ قومی پیداوار واقعی دوگنی ہو گئی ہے۔ کیونکہ اشیاء و خدمات کی مقدار پہلے جتنی ہی ہے۔ البتہ اتنی ہی اشیاء کی روپے کی شکل میں مالیت دوگنی ہو گئی ہے اس لیے ظاہر ہو تو قومی آمدنی اتنی ارب روپے ہوئے۔ لیکن درحقیقت یہ چالیس ارب روپے ہی ہے اسی طرح اگر ملک کی کرنسی کی مقدار گھٹ جانے سے قیمتیں گر جائیں اور ان قیمتوں کے لحاظ سے پیدا کردہ اشیاء کی مالیت 20 ارب روپے ہو جائے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ قومی آمدنی واقعی آدھی ہو گئی۔ بلکہ حقیقت میں تو یہ جوں کی توں ہے صرف روپے کی شکل میں نظر آتی ہے۔ غرض حقیقی آمدنی صرف اس صورت میں زیادہ یا کم ہوگی جب ملک میں پیدا ہونے والی اشیاء کی پیداوار زیادہ یا کم ہو جائے اس لئے قومی آمدنی کا صحیح اندازہ کرنے کے لیے یہ دیکھنا چاہیے کہ اشیاء کی قیمتوں میں کتنا اضافہ یا کمی ہوئی ہے۔ وضاحت کے لیے مندرجہ ذیل مثال دیکھیں۔

فرض کریں کہ 2006 میں اس وقت رائج قیمتوں کے حساب سے پاکستان کی قومی آمدنی تین سو ارب روپے تھی اور قیمتوں کا معیار 100 تھا۔ لیکن 2011 میں ہماری قومی آمدنی نو سو ارب روپے ہو گئی۔ اور ساتھ ہی قیمتوں کا معیار بھی بلند ہو کر ڈیڑھ سو فیصد ہو گیا۔ اس کا یہ

مطلب نہیں ہوگا کہ آمدنی پہلے سے تین گنا ہو گئی۔ کیونکہ بڑھی ہوئی قیمتوں کا لحاظ بھی کرنا ہوگا۔ چنانچہ مندرجہ ذیل نقشہ نمبر 3 سے صحیح قومی آمدنی معلوم کی جاسکتی ہے۔

نقشہ نمبر 3

3	2	1	سال
حقیقی جی۔ این۔ پی 2006 کی قیمتوں پر کالم نمبر 1 تقسیم کالم نمبر 2 ضرب 100 مساوی کالم نمبر 3	قیمتوں کا اعشاری عدد Index Number	زری جی این پی Nominal G.N.P (مربوطہ قیمتوں پر) (ارب روپے)	
$300 + 100 \times 100 = 300$	100	300	2006
$900 + 150 \times 100 = 600$	150	900	2011

نقشہ نمبر 3 سے پتہ چلتا ہے کہ اگرچہ چڑھی ہوئی قیمتوں کے اعتبار سے 2011 میں زری قومی آمدنی نو سو ارب روپے معلوم کی جاتی ہے۔ لیکن حقیقت میں قومی آمدنی صرف چھ سو ارب روپے ہے۔

پس زری آمدنی ایک سال میں پیدا ہونے والی اشیاء و خدمات کی زری مالیت جو مختلف سال میں رائج بازاری قیمتوں کے لحاظ سے شمار کی گئی ہو لیکن حقیقی آمدنی تب معلوم ہوتی ہے جب زری آمدنی میں سے قیمتوں میں ہونے والے تغیرات کے اثرات کو زائل کر کے آمدنی کو ساکن قیمتوں پر معلوم کیا جائے۔

4- متوازن آمدنی کا تصور

(Concept of Equilibrium Level of National Income)

گزشتہ صفحات میں ہم نے بیان کیا ہے کہ قومی آمدنی کو ماننے کے لیے یا تو عاملین پیداوار کی آمدنیوں کو جمع کر لیا جائے یا پوری قوم کا (اشیاء و خدمات کی خرید پر ہونے والا) مجموعی خرچ معلوم کر لیا جائے۔ یہ حقیقت "قومی آمدنی کے دائری پیمائش" سے بھی ثابت کی گئی ہے۔ جہاں یہ بتایا گیا ہے کہ دائرے کا باہر آدھا حصہ یعنی (عاملین پیداوار کی) آمدنیوں کا مجموعہ دائرے میں آدھے حصے یعنی (اشیاء کی خریداری پر آنے والے) کل خرچ کے برابر ہے گویا قومی آمدنی کی مساوات یوں بنتی ہے۔

قومی آمدنی = قومی خرچ

National Income = National Expenditure

اب قومی خرچ کا تجزیہ کیا جائے تو یہ دو طرح کا ہوتا ہے۔

(الف) اشیاء صارفین پر خرچ، جسے صرف دولت (Consumption = C) کہا جاتا ہے۔

(ب) اشیاء سرمایہ پر خرچ جسے سرمایہ کاری (Investment = I) کہا جاتا ہے۔

لہذا قومی آمدنی کی مساوات یوں بھی بن سکتی ہے۔

(آمدنی کے لیے Y کا حرف استعمال ہوتا ہے۔)

قومی آمدنی = صرف + سرمایہ کاری

$$Y = C + I \quad (\text{پہلی مساوات})$$

قوم کے افراد کے نقطہ نگاہ سے دیکھا جائے تو قوی آمدنی کا استعمال دو طرح سے ہو سکتا ہے۔

- i- لوگ اپنی آمدنی کا کچھ حصہ روزمرہ ضرورت کی اشیاء و خدمات پر خرچ کر لیتے ہیں جسے صرف دولت کہا جاتا ہے، اور
- ii- لوگ اپنی آمدنی کا باقی حصہ بچا لیتے ہیں جسے بچت (Saving=S) کہا جاتا ہے۔ چنانچہ قوی آمدنی کی مساوات یوں بھی بن سکتی ہے۔

$$\text{قوی آمدنی} = \text{صرف} + \text{بچت}$$

$$Y = C + S \quad (\text{دوسری مساوات})$$

اب اگر مزکورہ دونوں مساواتوں کو مد نظر رکھا جائے تو ان سے تیسری مساوات خود بخود نکلتی ہے یعنی چونکہ:

$$\text{آمدنی} = \text{صرف} + \text{سرمایہ کاری}$$

$$Y = C + I \quad -i$$

$$\text{آمدنی} = \text{صرف} + \text{بچت}$$

$$Y = C + S \quad -ii$$

$$Y = Y$$

$$C + I = C + S$$

$$C + I - C = S$$

$$I = S$$

$$\text{بچت} = \text{سرمایہ کاری}$$

پہلی دونوں مساواتوں سے تیسری خود بخود نکلتی ہے کیونکہ پہلی دونوں مساواتوں میں آمدنی بھی مشترک ہے اور صرف دولت بھی۔ چنانچہ بچت اور سرمایہ کاری باہم برابر ہوتی ہے، گویا جتنی قوی بچت ہوتی ہے۔ وہ ساری کی ساری سرمایہ کاری پر خرچ ہوتی ہے۔ یہاں یہ چیز قابل غور ہے کہ جو لوگ روپیہ پس انداز کرتے ہیں۔ ضروری نہیں کہ وہ خود ہی اس رقم کو کاروبار میں لگاتے ہوں یا سرمایہ کاری کرتے ہوں یا وہ خود اپنی اپنی بچائی ہوئی رقم استعمال کرتے ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ روپیہ بچانے والے لوگ کوئی اور ہوتے ہیں اور سرمایہ کاری کرنے والے کوئی اور۔ مثلاً ہم سب اپنی اپنی آمدنی سے کچھ نہ کچھ رقم پس انداز کرتے ہیں بلکہ اسے بنک میں محفوظ رکھنے کے لیے جمع کروادیتے ہیں دوسری طرف جو لوگ صنعت، تجارت اور کاروبار کا تجربہ رکھتے ہیں وہ بینک سے رقم قرض لے کر کاروبار میں روپیہ لگاتے ہیں۔ چونکہ پس انداز کرنے والے افراد اور سرمایہ کاری کرنے والے افراد ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ جتنا روپیہ پس انداز کیا جائے اس سے زیادہ یا کم سرمایہ کاری کی جائے یا جتنی سرمایہ کاری کی جائے اس سے زیادہ یا کم رقم پس انداز کی جائے۔

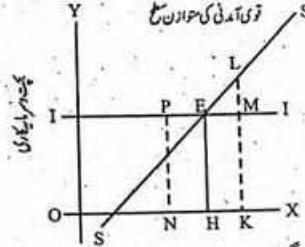
قوی آمدنی کی متوازن سطح: (Equilibrium Level of National Income)

جب کسی قوم کی بچت اور سرمایہ کاری کی رقم ہوں تو قوی آمدنی کی متوازن سطح کس طرح مقرر ہوگی، یعنی وہ کون سا معیار ہوگا، جس پر قوی آمدنی کو قرار دینا حاصل ہوگا۔ قوی آمدنی کے نظریہ جدید کے مطابق یہ ایسی سطح ہوگی جس پر بچت اور سرمایہ کاری باہم برابر ہوں۔ یہ بات ہم ایک ڈائیگرام سے ثابت کر سکتے ہیں۔

$$\text{بچت اور سرمایہ کاری کی مساوات: } (S = I) \text{ (Saving = Investment)}$$

اس چیز کو ثابت کرنے کے لیے کہ قوی آمدنی کی متوازن سطح ایسی ہوگی جس پر بچت اور سرمایہ کاری باہم برابر ہوں۔ ہمیں یہ معلوم ہونا

چاہیے کہ قوی بچت اور قوی سرمایہ کاری کی مقدار کیا ہے۔ دراصل بچت کا عمل بڑا سادہ اور خود کار ہوتا ہے لیکن سرمایہ کاری کا دار و مدار بعض متحرک اور تغیر پذیر (یعنی بدلنے والے) عوامل پر ہے۔ چنانچہ مسئلہ کو ذرا آسان بنانے کے لیے ہم یہاں فرض کر لیتے ہیں کہ آمدنی خواہ کچھ ہو ملک میں ہر سال صرف دس ارب روپے کی سرمایہ کاری کرنے کی گنجائش ہوتی ہے۔ زیادہ نہ کم۔ البتہ بچت کی مقدار قوی آمدنی کی مقدار کے ساتھ ساتھ بدلتی رہتی ہے۔ یعنی زیادہ آمدنی ہو تو زیادہ بچت اور کم آمدنی ہو تو کم بچت۔ اس کی وضاحت کے لیے ہم ڈائیگرام نمبر بناتے ہیں۔



اس میں O-X خط سے "قوی آمدنی" نامی گئی ہے اور O-Y خط سے "بچت" اور "سرمایہ کاری" S-S خط کا خط ہے جو یہ ظاہر کرتا ہے کہ قوی آمدنی بڑھ جانے سے بچت زیادہ ہوتی ہے اور قوی آمدنی کم ہونے سے بچت کم ہو جاتی ہے۔ لہذا یہ باتیں سے دائیں طرف اوپر کو بلند ہوتا گیا ہے۔ خط I-I سرمایہ کاری کا خط ہے جو O-X کے متوازی ہے اور یہ ظاہر کرتا ہے کہ آمدنی کی ہر سطح پر سرمایہ کاری یکساں رہتی ہے۔ (مثلاً دس ارب روپے) یہ خط O-X سے ایک معینہ فاصلے پر بچھا گیا ہے۔ اس ڈائیگرام میں بچت اور سرمایہ کاری کے خط ایک دوسرے کو نقطہ E پر قطع کرتے ہیں یہاں سے O-X پر ایک عمود گرائیں تو یہ H پر جا ملتا ہے۔ چنانچہ متوازن قوی آمدنی O-H ہوگی۔ اس کے سوا آمدنی کا کوئی اور معیار متوازن نہیں ہو سکتا، یعنی کسی اور مقام پر اسے قرار حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس کے ثبوت کے لیے ہم فرض کرتے ہیں۔ کہ آمدنی O-H کے بجائے O-K ہے۔

آمدنی کا یہ معیار نہ متوازن ہے اور نہ یہ مستقل طور پر قائم رہے گا۔ کیونکہ اس پر بچت کی رقم سرمایہ کاری سے زیادہ ہے مثلاً اگر آمدنی O-K ہو تو O-K کے برابر ہوتی ہے۔ کیونکہ نقطہ K سے اوپر کو خط کھینچا جائے تو وہ بچت کے خط S-S کو نقطہ L پر جا کر ملتا ہے۔ لیکن سرمایہ کاری K-M یعنی پہلے جتنی بھی ہو سکتی ہے۔ کیونکہ K سے اوپر کو خط کھینچا جائے تو سرمایہ کاری کے خط I-I کو نقطہ M پر جا کر ملتا ہے گویا بچت زیادہ ہے یعنی K-L ہے اور سرمایہ کاری کم ہے یعنی K-M۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جتنی رقم بچائی جاتی ہے اتنی سرمایہ کاری میں نہیں لگائی جاتی۔

بالفاظ دیگر جتنی رقم کاروباری لوگ کاروبار میں لگانے پر آمادہ ہیں اور اشیاء پیدا کرنا چاہتے ہیں اتنی مقدار میں لوگ خریدتے نہیں، بلکہ خریدنے کی بجائے وہ روپیہ بچا لیتے ہیں۔ اس طرح کاروباری ادارے محسوس کرتے ہیں کہ بازار میں طلب کم ہو گئی ہے۔ اشیاء کے شناک بکنے کی بجائے جمع ہوتے جا رہے ہیں۔ اور قیمتیں کم ہونا شروع ہو گئی ہیں۔ نتیجہ ہوگا کہ وہ آئندہ پیداوار کم کر دیں گے جس کے باعث بہت سے افراد کو کام سے الگ کر دیا جائے گا۔ چنانچہ آمدنی کم ہونا شروع ہو جائے گی اور لوگوں کی روپیہ بچانے کی استطاعت بھی گھٹ جائے گی۔ رفتہ رفتہ آمدنی کم ہو کر ایسے معیار پر آئے گی جس پر بچت سرمایہ کاری کے برابر ہوگی۔ یعنی لوگ صرف اتنی رقم بچا سکیں گے جتنی رقم سرمایہ کاری میں استعمال ہو جائے گی اس سے ثابت ہوا کہ آمدنی ہمیشہ اس معیار پر مستحکم ہوتی ہے جس پر بچت اور سرمایہ کاری باہم برابر ہوں یعنی O-H۔

اب ہم فرض کرتے ہیں کہ قوی آمدنی O-H کے بجائے اس سے کم یعنی O-N ہے تو قوی آمدنی اس معیار پر بھی مستقل طور پر نہیں ٹھہر سکتی

کیونکہ یہاں سرمایہ کاری بچت سے زیادہ ہے۔ مثلاً آمدنی اس معیار پر بھی مستقل طور پر نہیں نظر کر سکتی کیونکہ یہاں سرمایہ کاری بچت سے زیادہ ہے۔ مثلاً آمدنی کے O-N معیار پر سرمایہ کاری N-P ہے جبکہ بچت N-R ہے اس کا یہ مطلب ہوا کہ بچتا روپیہ لوگ بچاتے ہیں اس سے زیادہ سرمایہ کاری پر خرچ ہوتا ہے۔ یعنی جتنی اشیاء پیدا ہوں گی اس سے زیادہ ان کی طلب ہوگی۔ کاروباری لوگ محسوس کریں گے کہ اشیاء کی قیمتیں بڑھ رہی ہیں ان کا منافع زیادہ ہو رہا ہے چنانچہ وہ پیداوار بڑھا سکیں گے۔ فردوں کو روزگار ملے گا۔ قومی آمدنی بڑھتی شروع ہو جائے گی۔ حتیٰ کہ پھر O-H ہو جائے گی۔ گویا ثابت ہوا کہ قومی آمدنی ہمیشہ اسی معیار پر ٹھہرتی ہے جہاں بچت اور سرمایہ کاری ایک دوسرے کے برابر ہوں۔

5- آمدنی اور صرف کا تقابلی رشتہ

(Functional Relation Between Income and Consumption)

آمدنی اور صرف دولت میں ایک تقابلی رشتہ (Functional Relation) پایا جاتا ہے۔ اگر آمدنی کو Y کہا جائے صرف دولت کو C اور تقابلی رشتہ کو F تو مساوات یوں بن جاتی ہے۔

$$C = F(Y)$$

اسے یوں پڑھا جاتا ہے،

Consumption is a Function of Income

یعنی صرف آمدنی کا تقابلی ہے۔ آمدنی اور صرف دولت کے اس باہمی رشتہ کو سمجھنے کے لیے ہمیں دو تصورات ذہن نشین کرنے چاہئیں۔

1- اوسط میلان صرف (APC):

”میلان صرف سے مراد ہے ایک خاص عرصہ میں صرف آمدنی کا باہمی تناسب“ یعنی وہ تناسب جس کے مطابق، کوئی شخص اپنی ماہوار آمدنی کا کچھ حصہ صرف کرتا ہے مثلاً اگر کسی کی ماہوار آمدنی تین سو روپے ہو اور خرچ دو سو ستر روپے ہو تو میلان صرف یہ ہوگا۔ ”صرف اور آمدنی کی باہمی نسبت کو اوسط میلان صرف کہا جاتا ہے۔“

$$\frac{270}{300} = \frac{9}{10} = 0.9$$

گویا میلان صرف معلوم کرنے کا فارمولا یہ ہے۔

$$APC = \frac{\text{Total expenditure}}{\text{Total income}} = \frac{C}{Y}$$

$$c/y = \frac{\text{کل خرچ}}{\text{کل آمدنی}} = \text{اوسط میلان صرف}$$

2- مختتم میلان صرف (MPC)

جب کسی شخص کی آمدنی بڑھتی ہے تو اس کا خرچ بھی بڑھ جاتا ہے۔ لیکن خرچ میں اضافہ اس نسبت سے نہیں ہوتا جس نسبت سے آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ جوں جوں کسی کنبہ کی آمدنی بڑھتی ہے خرچ کا تناسب کم ہوتا ہے مثلاً اگر کسی شخص کی ہفتہ وار آمدنی سو روپے ہو تو وہ اس میں سے نو روپے خرچ کرتا ہے اور صرف دس روپے بچاتا ہے۔ اگر اس کی آمدنی میں سو روپے کا اضافہ ہو جائے تو دوسرے سینکڑوں میں سے صرف ستر روپے خرچ کرتا ہے اور تیس روپے بچا لیتا ہے اور اگر مزید سو روپے کا اضافہ ہو جائے تو وہ اس میں سے

صرف چالیس روپے خرچ کرتا ہے اور ساٹھ روپے بچا لیتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب اس کی آمدنی سو روپے تھی تو وہ اپنی بنیادی ضرورتیں اس وقت بھی پوری کر رہا تھا۔ اس لیے جب اس کی آمدنی بڑھتی تھی تو اس کے خرچ میں زیادہ اضافہ کی گنجائش نہ رہی۔ چون جوں آمدنی بڑھتی جاتی ہے خرچ کا تناسب کم ہوتا جاتا ہے گویا زائد آمدنی میں سے زائد خرچ یعنی مختتم میلان صرف کم ہوتا جاتا ہے مختتم میلان صرف سے مراد ہے۔

”صرف میں تبدیلی اور آمدنی میں تبدیلی کی باہمی نسبت کو مختتم میلان صرف کہا جاتا ہے۔“
اس کی پیمائش یوں ہوتی ہے۔

$$\frac{\Delta C}{\Delta Y} = \text{مختتم میلان صرف} = \text{خرچ میں تبدیلی} = \frac{80}{100} = 0.8$$

3- اوسط میلان بچت: Average Propensity to Save

اس سے مراد ہے کہ آمدنی میں سے کتنی رقم بچائی جاتی ہے یا بچانے کی نسبت (Ratio) کیا ہے؟ مثلاً ایک شخص کی ماہوار آمدنی ایک ہزار روپے ہے اور وہ اس میں سے دو سو روپے بچاتا ہے تو میلان بچت یہ ہوگا۔ ”بچت اور آمدنی کی باہمی نسبت کو اوسط میلان بچت کہتے ہیں۔“

$$\frac{200}{1000} = 0.2 \text{ یعنی } 0.2 \text{ گویا مساوات یوں ہوگی۔}$$

$$APC = \frac{S}{Y} = \frac{\text{Saving}}{\text{Income}} \text{ یا } \frac{\text{بچت}}{\text{آمدنی}}$$

4- مختتم میلان بچت: Marginal Propensity to Save (MPS)

اس سے مراد ہے کہ آمدنی بڑھ جانے سے بچت میں کتنا اضافہ ہوتا ہے۔ مثلاً اگر کسی شخص کی ماہوار آمدنی ایک ہزار روپے سے بڑھ کر ڈیڑھ ہزار روپے ہو جائے اور وہ اس میں سے دو سو روپے بچائے کی بجائے چار سو روپے بچائے لگے تو مختتم بچت یہ ہوگی۔ ”بچت میں تبدیلی اور آمدنی میں تبدیلی کی باہمی نسبت کو مختتم میلان بچت کہتے ہیں۔“

$$MPC = \frac{\Delta S}{\Delta Y} = \frac{\text{بچت میں تبدیلی}}{\text{آمدنی میں تبدیلی}} = 0.4 = \frac{200}{500}$$

$$APC + APS = 1$$

$$MPC + MPS = 1$$

6- قومی آمدنی کو متعین (یا متاثر) کرنے والے عوامل

(Factors or Determinants of National Income)

کسی ملک کے لوگوں کی خوشحالی کا دار و مدار اس بات پر ہوتا ہے کہ وہاں کی قومی آمدنی زیادہ ہو چنانچہ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کسی ملک کی قومی آمدنی کا انحصار کن عوامل اور امور پر ہوتا ہے بالفاظ دیگر قومی آمدنی کو کون سے عوامل متاثر (Influence) کرتے ہیں ان میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

1- قدرتی ذرائع: Natural Resources

کسی ملک کی قوی آمدنی کا دارومدار اس کے قدرتی ذرائع پر ہوتا ہے۔ قدرتی ذرائع سے مندرجہ ذیل چیزیں مراد ہیں:

- i- زمین ii- جنگلات iii- معدنیات کی کانیں
- iv- تیل و گیس کے ذخائر v- دریا vi- بندرگاہیں

جس ملک میں یہ ذرائع زیادہ ہوں گے اس کی قوی آمدنی زیادہ ہوگی اور جس میں کم ہوں گے وہاں کی قوی آمدنی بھی کم ہوگی مثلاً زرعی پیداوار میں اضافہ کا اٹھارہ زرخیز زمین، موزوں آب و ہوا بارشوں اور جنگلات پر ہے صنعتی پیداوار میں اضافہ کا دارومدار لوہے، کوئلے، قدرتی گیس اور توانائی وغیرہ پر ہے۔ پاکستان میں قدرتی ذرائع کی کمی ہے اس لیے قوی آمدنی کم ہے۔

2- مصنوعی ذرائع: Artificial Resources

ان سے مراد وہ ذرائع ہیں جو انسان قدرتی ذرائع کو بروئے کار لا کر اپنی محنت سے تیار کرتا ہے۔ مثلاً دریاؤں سے نہریں نکالنا، سڑکیں اور ریلیں بنانا، مصنوعی بندرگاہیں تعمیر کرنا، ولدلی زمینوں کو صاف کرنا، آبی گزرگاہیں بنانا، پہاڑی ڈھلوانوں کو ہموار کر کے قابل کاشت بنانا، بہم رسائی آب کے نالے، بنڈے، پلے، پلے، مصنوعی جھیلیں، سرنگیں اور بحالی اراضی کی سکیمیں بنانا وغیرہ۔ جو قوم اس طرح کے مصنوعی ذرائع زیادہ بنائے اس کی قوی آمدنی زیادہ ہوجاتی ہے۔ پاکستان میں مصنوعی ذرائع کی قلت ہے۔ آب پاشی کے لیے نہریں کم ہیں۔ ٹیوب ویل نہریں ریلیں اور سڑکیں ناکافی ہیں اس لیے آمدنی پیدا کرنے میں دقتیں پیش آتی ہیں۔

3- انسانی ذرائع: Human Resources

کسی قوم کی معاشی ترقی اور قوی آمدنی کے حجم کا دارومدار اس بات پر ہوتا ہے کہ معاشی جدوجہد کے سلسلے میں لوگوں کا مجموعی رویہ کیا ہے اور ان کی جسامتی و فنی صلاحیتیں کس قدر ہیں؟ نیز آبادی کے بڑھنے کی رفتار کیا ہے؟ کیونکہ درحقیقت تمام قدرتی، مصنوعی اور سرمایاتی ذرائع کو استعمال کر کے اشیاء پیدا کرنے کی ذمہ داری بلاخرہ ان لوگوں پر عائد ہوتی ہے اگر وہ یہ ذمہ داری بطریق احسن انجام دیں گے تو قوی آمدنی زیادہ ہوگی ورنہ کم۔

4- قوتی ذرائع: Power Resources

عہد حاضر میں قوی آمدنی میں اضافہ کی رفتار کا بڑی حد تک دارومدار ذرائع قوت کی بہم رسائی پر ہوتا ہے اس لیے جس ملک میں قوت اور توانائی کے وسائل مثلاً کوئلہ، گیس، تیل، بجلی اور جوہری توانائی زیادہ ہو۔ وہ ترقی کے سرے تیزی سے طے کرتا ہے اور اس کی قوی آمدنی میں بہت اضافہ ہوتا جاتا ہے لیکن پاکستان میں ان وسائل کی قلت ہے۔ اس لیے قوی آمدنی بھی کم ہے۔ ہمارے ملک میں کمرشل انرجی کافی کس معرّف عالمی معرّف کے اوسط کے دو سو حصہ کے برابر ہے اور ترقی پذیر ملکوں کے معرّف کے اوسط کے نصف کے برابر ہے۔ (کالا باغ ڈیم بن جانے سے بجلی کی پیداوار میں اضافہ ہو سکتا ہے)۔

5- مشینیں اور اشیائے سرمایہ: Capital Goods

ان سے مراد آلات اور مشینیں ہیں جن سے اشیاء تیار کی جاتی ہیں جس ملک میں مشینیں اور آلات کار زیادہ ہوں گے اس کی قوی آمدنی زیادہ ہوگی۔ اس کے برعکس جس ملک میں ان کا استعمال کم ہوگا وہاں کی قوی آمدنی کم ہوگی۔ ہمارے ملک میں مشینیں کم ہیں اور ہمیں اپنی صنعتوں اور کارخانوں کے لیے غیر نما ملک سے مشینیں منگوانا پڑتی ہیں اس لیے ہماری قوی آمدنی کم ہے۔

6- فنی مہارت اور ہنرمندی: (Technical Experties and Skills)

قوی آمدنی کا اٹھارہنگی باشندوں، فنی مہارت اور فنی استعداد پر بھی ہوتا ہے جس ملک میں ہنرمندی زیادہ ہوگی وہاں کی قوی آمدنی بھی زیادہ ہوگی کیونکہ لوگ اپنے ذرائع کا بہتر استعمال کر سکیں گے۔ پاکستان میں فنی طور پر تربیت یافتہ لوگوں کی بڑی قلت ہے کیونکہ فنی تعلیم کی سہولتیں عام نہیں ہیں۔ مثلاً سائنس دان، ڈاکٹر، انجینئر، ٹیکنیشن، الیکٹریشن، مشین مین، کمپیوٹر آپریٹر، ملٹیک، اکاؤنٹینٹ، مینجر، کارنگر، مسٹری وغیرہ کم ہیں اس لیے ہم اپنے ذرائع سے پورے طور پر فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔

7- کام کرنے کا عزم: Willingness to Work

قوی آمدنی کا اٹھارہ باشندوں کے کام کرنے کے عزم پر بھی ہے بعض اقوام عزم مصمم سے کام کرتی ہیں بعض سست اور کامل ہوتی ہیں۔ ہمارے ملک کے لوگ روایتی طور پر تساہل پسند ہیں اور ویسے بھی موسم سرما میں سخت سردی اور گرما میں شدید گرمی کے باعث جی بھر کے کام نہیں کر پاتے۔ ناخواندگی اور جہالت کے باعث لوگوں میں ترقی کرنے کی انگ اور آگے بڑھنے کا دلولہ جنم نہیں لیتا۔ آرام پرستی بدعنوانی، غیر ذمہ دارانہ رویہ، فرائض سے غفلت، کوتاہی وقت ضائع کرنا ہمارے قوی کردار کی خصوصیات ہیں۔



ماڈل پرچہ سوالات

مختصر سوالات

سوال 1: قوی آمدنی کی تعریف بیان کریں۔
جواب: ہم ایک فرد کی آمدنی کی تعریف یوں کر سکتے ہیں کہ اس سے مراد اس کی کمائی ہوئی وہ دولت ہے جو اسے اپنی یا اپنی جائیداد کی پیداواری خدمات کے عوض حاصل ہوں۔ لہذا قوی آمدنی قوم کے تمام افراد کی آمدنیوں کے مجموعہ کا نام ہے۔

سوال 2: مجموعی قوی پیداوار (G.N.P) سے کیا مراد ہے؟
جواب: کسی ملک کے اپنے عاملین پیداوار کی ایک سال میں پیدا کردہ تمام اشیاء و خدمات کی بازاری قیمت کے لحاظ سے مالیت مجموعی قوی پیداوار کہلاتی ہے۔ اس میں بیرونی ذرائع سے حاصل ہونے والی آمدنی شامل ہوتی ہے۔

سوال 3: خام ملکی پیداوار (G.D.P) سے کیا مراد ہے؟
جواب: کسی ملک کے اندر ایک سال کے عرصہ میں زمین، محنت، سرمائے اور دیگر وسائل کے مدد سے آخری شکل میں پیدا کردہ اشیاء و خدمات کے ذریعہ مالیت خام ملکی پیداوار کہلاتی ہے۔ اس میں بیرونی ذرائع سے حاصل ہونے والی آمدنی شامل نہیں ہوتی۔

سوال 4: قابل تصرف شخصی آمدنی سے کیا مراد ہے؟
جواب: اگر شخصی آمدنی میں سے براہ راست ٹیکس منہا کر دیے جائیں تو باقی قابل تصرف شخصی آمدنی رہ جاتی ہے۔

براہ راست ٹیکس = شخصی آمدنی - قابل تصرف شخصی آمدنی

سوال 5: ذاتی یا شخصی آمدنی کی تعریف لکھیں۔
جواب: اس سے مراد وہ آمدنی ہے جو افراد علیحدہ علیحدہ طور پر سال بھر میں کماتے ہیں۔

سوال 6: فی کس آمدنی کسے کہتے ہیں؟
جواب: وہ آمدنی جو واسطاً آبادی کے ہر فرد کے حصہ میں آتی ہے فی کس آمدنی کہلاتی ہے۔

$$\text{قوی آمدنی} = \frac{\text{قوی آمدنی}}{\text{آبادی}}$$

سوال 7: قوی آمدنی کی پیمائش کے طریقوں کے نام بتائیں۔

جواب: (i) پیداوار کی مالیت کا مجموعہ (ii) عاملین کے معاوضوں کا مجموعہ (iii) اخراجات کا مجموعہ

سوال 8: قوی آمدنی کی پیمائش کرتے وقت کون سی احتیاطیں مد نظر رکھی جاتی ہیں؟

جواب: (i) دوبارہ شمار ہوجانے سے احتیاط (ii) بلا معاوضہ خدمات

(iii) ذاتی استعمال میں آنے والی اشیاء و خدمات۔ (iv) مخفی یا زیر زمین آمدنی

(v) عرصہ وقت (vi) بیرون ملک پیدا ہونے والی پیداوار

سوال 9: قوی آمدنی کی متوازن سطح سے کیا مراد ہے؟

جواب: قوی آمدنی کی ایسی سطح جہاں اسے فراہم نہات حاصل ہو قوی آمدنی کی متوازن سطح کہلاتی ہے۔ ایسا اس صورت میں ممکن ہے جب

$$S = I$$

سرمایہ کاری = بچت

سوال 10: انتقالی ادائیگیوں سے کیا مراد ہے؟
جواب: ایسی رقم جو بغیر محنت یا کام کے حاصل ہو جائیں انتقالی ادائیگیاں کہلاتی ہیں مثلاً تحائف، زکوٰۃ، خیرات، پنشن وغیرہ۔

سوال 11: حقیقی اور ذری آمدنی میں کیا فرق ہے؟

جواب: ذری آمدنی ایک سال میں پیدا ہونے والی اشیاء و خدمات کی ذری مالیت جو مختلف سال میں رائج بازاری قیمتوں کے لحاظ سے شماری مئی ہو لیکن حقیقی آمدنی تب معلوم ہوتی ہے جب ذری آمدنی میں سے قیمتوں میں ہونے والے تغیرات کے اثرات کو ذائل کر کے آمدنی کو ساکن قیمتوں پر معلوم کیا جائے۔

سوال 12: اعانہ (Subsidy) کیا ہوتا ہے؟

جواب: حکومت کسی خاص شعبہ کی حوصلہ افزائی کے لیے اسے امداد دیتی ہے۔ اسے اعانت یا اعانہ کہتے ہیں۔

سوال 13: اوسط میلان صرف (APC) سے کیا مراد ہے؟

جواب: صرف اور آمدنی کی باہمی نسبت کی اوسط کو میلان صرف کہتے ہیں۔ یعنی

$$APC = \frac{C}{Y}$$

سوال 14: اوسط میلان بچت (APS) سے کیا مراد ہے؟

جواب: بچت اور آمدنی کی باہمی نسبت کو اوسط میلان بچت کہتے ہیں۔ یعنی

$$APS = \frac{S}{Y}$$

سوال 15: مختتم میلان صرف کسے کہتے ہیں؟

جواب: صرف میں تبدیلی اور آمدنی میں تبدیلی کی باہمی نسبت کو مختتم میلان صرف کہتے ہیں۔ یعنی

$$MPC = \frac{\Delta C}{\Delta Y}$$

سوال 16: مختتم میلان بچت کیا ہوتا ہے؟

جواب: بچت میں تبدیلی اور آمدنی میں تبدیلی کی باہمی نسبت کو مختتم میلان بچت کہتے ہیں۔ یعنی

$$MPS = \frac{\Delta S}{\Delta Y}$$

سوال 17: دوہری گنتی کے خطرے سے کیسے بچا جاسکتا ہے؟

جواب: اس کے دو طریقے ہیں:

(i) شے کی آخری حالت میں مالیت لی جائے۔

(ii) شے کی پہلی حالت میں مالیت لے کر اس میں ہر مرحلہ میں مالیت میں ہونے والا اضافہ جمع کیا جائے۔

سوال 18: فرسودگی الاؤنس سے کیا مراد ہے؟

جواب: آلات کی تجدید اور مرمت کے لیے جو رقم علیحدہ رکھی جاتی ہیں انہیں فرسودگی الاؤنس یا سرمائے کی ٹھکست و ریخت کے اخراجات

کہا جاتا ہے۔

سوال 19: قوی آمدنی کے دائرہ کو بہاؤ سے کیا مراد ہے؟
جواب: عوام اور کاروباری اداروں کے درمیان قوی آمدنی کے تبادلے کو قوی آمدنی کا دائرہ کہا جکتے ہیں۔

سوال 20: قوی آمدنی کے چار عوامل بتائیں۔

جواب: (i) انسانی ذرائع (ii) قدرتی ذرائع (iii) کام کرنے کا جذبہ (iv) ذرائع قوت

درست جواب کا انتخاب کریں

1- خالص قوی پیداوار (NNP) معلوم کرنے کے لیے خام قوی پیداوار (GND) میں سے کیا منہا کیا جاتا ہے۔

(a) براہ راست ٹیکس (b) انتقالی ادائیگیاں (c) اعانے (d) فرسودگی الاؤنس

2- فی کس آمدنی سے مراد ہے آمدنی

(a) فی مزدور (b) فی شہری (c) فی تاجر (d) فی کسان

3- قابل تصرف شخصی آمدنی معلوم کرنے کے لیے شخصی آمدنی میں سے نکالتے ہیں۔

(a) براہ راست ٹیکس (b) بالواسطہ ٹیکس (c) انتقالی ادائیگیاں (d) فرسودگی الاؤنس

4- قوی آمدنی ماپنے کے طریقے ہیں

(a) ایک (b) دو (c) تین (d) چار

5- وضعی معیشت میں اس وقت توازن پیدا ہوتا ہے جب

(a) بچت = سرمایہ کاری (b) صرف سرمایہ کاری

(c) مجموعی اخراجات = مجموعی آمدنی (d) a اور c دونوں

6- قوی آمدنی کا اندازہ لگاتے ہوئے کن اشیاء و خدمات کو شامل کرنا چاہئے۔

(a) جو فروخت کے لیے منڈی میں آچکی ہوں (b) پائیدار ہوں

(c) اعلیٰ معیار کی ہوں (d) حتیٰ شکل اختیار کر چکی ہوں

7- قوی آمدنی کی متوازن سطح

(a) مجموعی طلب = مجموعی رسد (b) مجموعی طلب = مجموعی بچت

(c) بچت = سرمایہ کاری (d) a اور c دونوں

8- کون سا مسئلہ معاشیات میں زیر بحث نہیں آتا۔

(a) فرم کی قیمت کا تعین (b) قوی آمدنی (c) افراط زر (d) بے روزگاری

9- اوسط میلان بچت ہے

(a) $\frac{C}{Y}$ (b) $\frac{Y}{C}$ (c) $\frac{S}{Y}$ (d) $\frac{C}{S}$

10- اوسط میلان بچت ہے

(a) $\frac{C}{Y}$ (b) $\frac{S}{Y}$ (c) $\frac{S}{C}$ (d) $\frac{Y}{S}$

11- ختم میلان صرف ہے

(a) $\frac{\Delta C}{\Delta T}$ (b) $\frac{DS}{DY}$ (c) $\frac{C}{Y}$ (d) $\frac{S}{Y}$

12- ختم میلان بچت ہے۔

(a) $\frac{C}{Y}$ (b) $\frac{S}{Y}$ (c) $\frac{\Delta S}{\Delta Y}$ (d) $\frac{Y}{S}$

13- کسی ملک کی جغرافیائی حدود کے اندر سے حاصل ہونے والی آمدنی کہلاتی ہے۔

(a) $\frac{C}{Y}$ (b) $\frac{S}{Y}$ (c) $\frac{\Delta S}{\Delta Y}$ (d) $\frac{Y}{S}$

(a) خام ملکی پیداوار (b) خام قوی پیداوار (c) قوی آمدنی (d) فی کس آمدنی

14- فی کس آمدنی کا فارمولا ہے۔

(a) آبادی (b) قوی آمدنی (c) کوئی نہیں

قوی آمدنی

15- زکوٰۃ 'تخلف' بے روزگاری الاؤنس 'پنشن' و 'خائف' شامل ہیں۔

(a) پیداواری لاگت (b) خام ملکی پیداوار (c) انتقالی ادائیگیاں (d) خالص قوی پیداوار

16- ختم میلان صرف ہوتا ہے۔

(a) $I - MPS$ (b) $I + MPS$ (c) $\frac{S}{Y}$ (d) کوئی نہیں

17- ختم میلان بچت ہوتا ہے۔

(a) $I - MPC$ (b) $I + MPC$ (c) $\frac{C}{Y}$ (d) $\frac{S}{Y}$

18- اوسط میلان صرف ہوتا ہے۔

(a) $\frac{S}{Y}$ (b) $I - APS$ (c) $\frac{DS}{DY}$ (d) کوئی نہیں

19- اوسط میلان بچت ہوتا ہے۔

(a) $I - APC$ (b) $\frac{C}{Y}$ (c) $\frac{DS}{DY}$ (d) $I + MPS$

20- خام قوی پیداوار میں شامل نہیں کیا جاتا۔

(a) گھریلو خواتین کی خدمات (b) ڈاکٹر کی فیس (c) دھوئی کی خدمات (d) مزدور کی آمدنی

